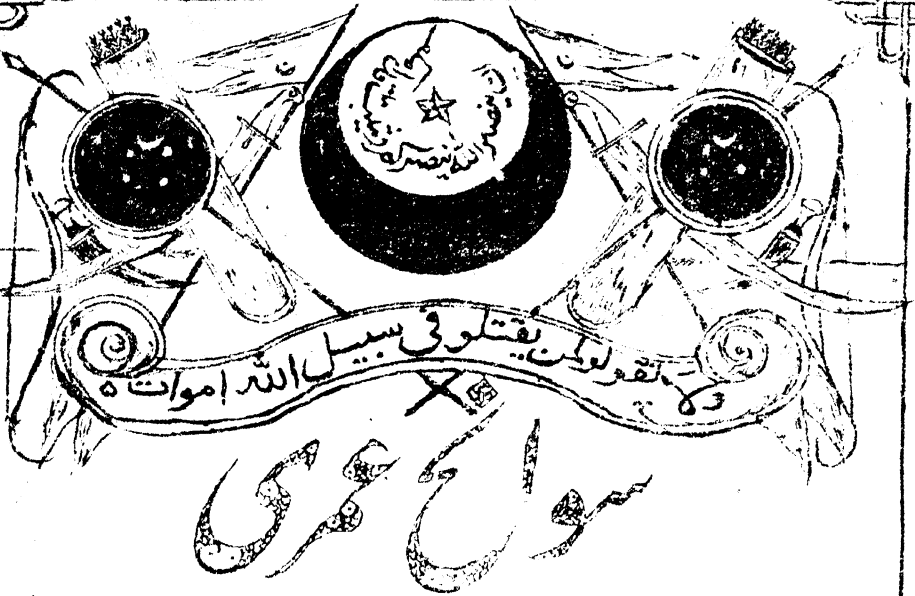


سوانح عمری

فاتح دنیائے اسلام حضرت خالد بن ولید ملقب بہ سیف اللہ

مصنفہ

افصح ادبا لسان اقوم سلطان قلمرو سخن مولانا مولوی قاری
حافظ محمد ابراہیم قادری المشہور بہ جناب عفو صاحب
دام مجدہم مہتمم دفتر آبپاشی علاقہ تعمیرات سرکار عالی
ومصنف کتب متعددہ وغیرہ وغیرہ

جسکو
بہ اہتمام بلیغ و محنت شاقہ مالک مطبع گلزار ابراہیم خاکسار محمد ابراہیم
عفی عنہ نے بصرف کثیر اپنے خاص مطبع مین حلیہ طبع سے آراستہ
کرکے نورافزائے بصرت ناظرین کیا ✠

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا

نامی بہادران دنیائے اسلام کا

سلسلہ

سیف اللہ خالد بن ولید کی جانبازیاں اور فتح ممالک کے موجز واقعات
اور فدائیان اسلام کے باہمی اخوت و اتفاق کے حالات وغیرہ وغیرہ

مولفہ

افصح الادباء - لسان القوم - سلطان قلمرو سخن - علامۂ دکن - مولانا مولوی
قاری سید شاہ ابراہیم قادری مشہور بجناب عفو صاحب دام مجدہ
مہتمم آبپاشی علاقہ تعمیرات سرکار عالی

جسکو

محمد ابراہیم صاحب مالک مطبع گلزار ابراہیم واقع بازار شیدی عنبر
حیدرآباد دکن نے بصرف زر کثیر اپنے خاص مطبع میں باہتمام

بلیغ چھپواکر مشتہر کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ اسلام کے ملاحظہ کرنے والون پر بخوبی ظاہر ہے کہ حضرت عمر فاروق رضؓ کے عہد باشوکت مین دنیاے اسلام کو کیا کچھہ عظمت و برکت حاصل تھی۔ کیسے کیسے ملک آباد ہوے۔ نامی نامی امصار و بلاد کی بنیادین پڑین۔ قوی طاقت مملکتین قبضۂ اسلام مین آئین عظیم الشان فتوحات پر فتوحات حاصل ہوئین۔ ایک ہزار چھتیس ۱۰۳۶ بڑے بڑے شہر تابع اسلام ہوے۔ نوکرور غیر مسلمون نے اسلام قبول کیا۔ چالیس ہزار مساجد تعمیر ہوئین۔ چار ہزار بت خانے مسمار ہوے۔ بیت المال کا انتظام ہوا۔ وغیرہ مراتب یہہ سب اعظم امور دس سال کے اندر اندر ہو گئے یعنی ہجری سنہ ۲۴ تک مین یہہ سب مرحلے طے ہو گئے اور حضرت عثمانؓ ذی النورین کی خلافت بابرکت مین ہمدان۔ ممالک افریقیہ۔ بلاد طبرستان و جرجان۔ اور مملکت ایران پورا پورا قبض و تصرف اہل اسلام کا ہو گیا۔ اور آپ کے زمانہ مین مدینہ منورہ اور اسکے نواح مین کثرت کے ساتھ نباتات لگائے گئے۔ اور مسلمانون کی قسمت سے اگر آپ چند سال اور اس عالم ناپایدار مین تشریف فرما رہتے تو ہر گوشہ مدینہ طیبہ کا ایک گلزار پر بہار بن جاتا۔ غرض یہہ سب کام سنہ ۳۶ ہجری تک ہو گئے۔

خلیفہ عبد الملک بن مروان بن حکم کی خلافت مین تسلیم کا قاعدہ جاری ہوا

تاج بنا۔ اور ولید بن عبد الملک کے عہد مین مدینہ منورہ مین مسجد تعمیر ہوئی مسجدون کے مینار بلند کئے گئے۔ اور تکلفات شاہی بہت بڑھ گئے۔ انہین کے عہد مین محمد بن قاسم ثقفی سندھ و ہند کی فتح کے لئے روانہ کئے گئے جنھون نے بڑی ہی شجاعت کے ساتھ قندہار و بلوچستان و سندھ و ملتان اور پنجاب کے صوبون پر فتح پائی۔ یہان تک کہ قنوج پہونچ گئے۔ غرض ایک صدی کے اندرون مدت یہہ تمام فتوحات حاصل ہوئین۔

خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کے عہد خلافت ۹۹ ہجری مین ابو الاسود علامہ نے علم نحو ایجاد کیا اور ہشام بن عبد الملک کے وقت خلافت کی یہہ شوکت تہی کہ جب وہ حج کو جانے لگے تو چھ سو اونٹ صرف اون کے ملبوسات کی باربرداری کے ہمراہ تھے۔ اور شان و تزک کو اسی پر قیاس کر لو۔ لیلی مجنون انہین کے عصر مین گذرے ہین۔

خلیفہ ابو جعفر منصور کے زمانہ مین ۱۴۵ ہجری مین بغداد کا شہر تعمیر ہوا اس خلیفہ کے عہد مین کلیلہ دمنہ کا ترجمہ سریانی سے عربی مین ہوا۔ بہت سے قانون کی کتابین روم و فارس سے منگوا کر ترجمہ کی گئین۔ قسطنطین روم کا بادشاہ انہین کا ہمعصر تھا۔ خلیفہ مہدی بن منصور کے عہد مین ابن مقنع شعبدہ باز ملحد نے ماوراء النہر کے ملک مین بدعوی الوہیت خروج کیا تھا اس نے چاہ نخشب سے مصنوعی چاند نکالا۔ آخر خلیفہ کے خوف سے خم مین بیٹھکر گل گیا اور اپنے عیال کو بھی زہر دیکر مار ڈالا تا کہ فریب اپنا کسی پر نہ کھلے مگر ایک عورت جو کسی صورت سے بچ گئی تہی اوس نے ساری کیفیت بیان کر دی۔ خلیفہ بن احمد کے وقت مین قرآن شریف کی ایک سو جلد کی تفسیر مرتب ہوئی۔ یہہ خلیفہ آل لیث کے اخیر خلیفہ تھے۔ اس مختصر کیفیت سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اگلے ہم آسمان پر تھے تو آج

گویا تحت الثریٰ مین ہین بلکہ ہماری حالت کچھ ایسی بدل گئی ہے کہ زمانہ سابق کے سچے مسلمان اگر ہمین دوبارہ زندہ ہو کر دیکھین تو غالباً ہمارے مسلمانون کے نام لیوا ہونے مین بھی شک کرینگے - اور تمام قومین یوماً فیوماً ترقی کر رہی ہین مگر ہمین عقل نہین آتی اور ہمارے باہمی جھگڑون سے روز بروز مسلمان ذلیل ہو رہے ہین مگر ان بے عقل باتون سے باز نہین آتے - بغداد کی سی عظیم الشان سلطنت اسی تعصب کی بدولت خاک کے برابر ہو گئی - غرض ان بیجا تعصبات کے سبب سے آج اہل اسلام کا جو حال ہے وہ ظاہر ہے - خدا یتعالیٰ ہم پر رحم فرماے - آمین - ثم آمین -

اللہ کی شان ہے کہ ایک مبارک زمانہ اسلام کا وہ تھا کہ جسمین ہر مسلمان شیر بیشہ شجاعت اور محک ہر گونہ صداقت و امانت تھا - مخالفین تک اسلام کی سطوت و شہامت اور مسلمانون کی خدا ترسی و خدا پرستی کا لوہا مان گئے تھے - یہی بہادر تھے کہ باوصف بے سر و سامانی کے بلاد روم اور شام کے مستحکم بنیادون کو اللہ اللہ کہہ کے دم کے دم مین اُکھیڑ ڈالا - یہی اولو العزم تھے کہ جنھون نے چند شکستہ حال اور متوکل دلیرونکی مدد سے کیانی خاندان کی قدیم اور پر شوکت تخت کو دم بھر مین اُلٹ دیا - آتش پرستون کے ملکون پر توحید کے پھریرے اوڑا دئے اور وہان کی سرزمین مین اخوت اور آزادی کے جھنڈے گاڑ دئے - اے برادران اسلام ہم فخر سے کہہ سکتے ہین کہ ہمارے بھلائی وہ بہادر تھے کہ جنکی تلوارون کی کاٹ اور تیرون کی زد سے تاب نہ لاکر بڑے بڑے تلوار کے دھنی - ہندی - راجپوت - افغان اور مرہٹے وغیرھم معصوم بچون اور بے بس عورتون کی طرح رو دیا کئے - ہان یاد رکھو کہ وہ مسلمان ہی تھے جو باوجود قلت فوج اور سامان حرب و ضرب کی کمی کے تمام ایشیا کو تقریباً اور کسیقدر حصہٗ یورپ کو بھی فتح کر لیا تھا - ہان بھولنا نہین کہ گویا کل ہی کی بات ہے کہ اندلس جسے ہسپانیہ کہتے ہین ہمارا ہی تھا - یونان و الجزایر بھی ہمارے ہی مقبوضہ تھے

فرانس پر بھی ہمارے شیر حملہ کر چکے ہین - ویانا جو اسٹریا کا دار الخلافت ہے ہمارے ہی تیغ بے دریغ کا مجروح ہے اور ہمارے اسلاف مدت تک اسکا محاصرہ کر چکے ہین - غور کا مقام ہے کہ کیسی تھوڑی مدت مین ان فتوحات نے کسقدر وسعت حاصل کی تھی - عرب کے شرق مین ملک فارس اور افغانستان - بلوچستان - ہندوستان برہما - اراکان - سیام - ملایا اور کوچین مطیع اسلام و باج گذار ہو گئے تھے - مشرق و شمال مین ملک تاتار جسمین بخارا - او ربلخ نامی شہر ہین - اور تاتار چین ہمارے ہی ملک تھے اور اب تک ہین بلکہ قیامت تکسد ہینگے - شمال مین ملک روم اور شام جسے ٹرکی کہتے ہین جسکا ایک حصہ یورپ مین بھی ہے بفضلہ تعالی ہمارے ہی قبضے مین ہے مغرب کیطرف اقلیم افریقہ مین ملک مصر و ریاست ہاے بربر سب ہماری ہی تھین اور اب بھی بعض ہین چنانچہ ریاست مراکو - فیض - ترپولی اور کار تھیج و تیونس ہنوز اہل اسلام کے قبضہ مین ہین - صرف یونان - و اندلس و ریاست الجزایر ہماری حکومت سے نکل گئے ہین - غرض ہم وہی ہین جنھین اور ملکون کے لوگ ترک کہتے تھے جسکے معنی رفتہ رفتہ جان ہار سپاہی کے ہو گئے" یعنے اہل اسلام کا ہر فرد بشر ایک شیر بیشۂ شجاعت گنا جاتا تہا - ہماری جرات و شجاعت کے غیر قومون کی تاریخین گواہ ہین - اور فقیر عفو عنہ بہ لحاظ قومی محبت بلکہ بنظر اظہار وانبہت و صداقت عرض پرداز ہے کہ آج بھی اخلاق و آدمیت + ادب اور ثقاہت + محبت و مروت + چشم پوشی و اغماض + رحم دلی و عفو + صاف دلی و عذر نیوشی + شرم و حیا + عفت و خدا پرستی + طہارت ظاہری و پاکی باطنی + ملنساری اور مہمان نوازی + جو مسلمانون کی فطرت مین ہے دوسری قومون مین ان صفات کا بحیثیت جامع و کامل ملنا اگر محال نہین ہے تو آسان بھی نہو گا معزز مسافرونکی سفرنامے دیکھو

دنیاے اسلام کی نامی گرامی اور لایق مخدرات عصمت پناہ

یہہ اشارہ بھی نہ فقط غور بلکہ فخر کے قابل ہے کہ نہ صرف ہماری قوم کے رجال فخر ذکور عالم ہے بلکہ عورتون نے بھی ہستتنی نامور ہون کے افلاک پر آفتاب ہائے عالم تاب کی طرح درخشان رہین - اس نازک فطرت قوم کی بہادریون کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہین کیونکہ خود اس رسالے مین موقع پر اُنکے وہ حالات ناظرین کے ملاحظہ مین آئینگے - اور خاص کر کے ان مخدرات کے کمالات علمی کے تذکرون مین بہت سارے مختصر و مطول تحریرات شایع ہو چکی ہین جنکو ناظرین باتمکین ملاحظہ بھی فرمائے ہونگے - چونکہ اس تصنیف سے مقصود میرا کچھہ اور ہے - لہذا ان امور کا ذکر بیان بے موقع ہوگا - لیکن نہایت مجمل طور پر اس قدر عرض کرنا ضروری ہے کہ یہہ عدود ے چند عصمت و لیاقت مآب ایسے بے نظیر عالم گذری ہین کہ اسلام ان پر جسقدر فخر و ناز کرے زیبا ہے - خلیفہ اسلام امیر المومنین ہارون رشید کی حرم محترم زبیدہ بیگم کی علمی لیاقتون کا حال آب زر سے لکھنے کے قابل ہے - اور رئیس مدینہ منورہ فروخ کی حرم لیاقت شیم حمیدہ نے اپنے فرزند کو صرف اپنی ہی تعلیم و تربیت کی بدولت ایک علامہ اور فقیہ بنادیا - حضرت سکینہ امام المسلمین کی دختر نیک اختر شعیان ہند جنکی شادی کی کیفیت عین معرکہ کربلا مین ہونے کی ایک خیالی داستان بیان کرتے ہین علم و فضل اور تقدس مین کسقدر یکتا ئے روزگار تھین - ان کے نکات علمی کے روایات کیسے کچھہ مشہور ہین کہ سبحان اللہ و بحمدہ - امام ہشتم کی بیوی یعنے خلیفہ مامون کی بہن امتہ الفضل - اور مامون کی حرم بوران - امتہ حبل مامون کی بیٹی ، یہہ سب علم و فضل مین کیسے شہرہ آفاق تھین کہ عیان را چہ بیان -

پانچوین صدی مین شیخہ الشہدا الملقب بہ فخر النسا نے جو ہمیشہ جامع مسجد بغداد مین

کثیر جماعت علما و فضلا کے روبرو علم ادب - معانی و بیان اور فن شعر و سخن پر بارہا بلیغ و فصیح لکچر دئے ہین - کیا انکا رتبہ جید علما کے برابر نہ مانا گیا ؟

قرۃ العین ام سلمہ بنت ملا صالح مجتہد قزوینی علاوہ حسن و جمال ظاہری کے علوم و فنون مروجہ سے یہانتک آراستہ تھین کہ فضلاے وقت اس کے ایک ایک لفظ کے دلدادہ اور اسکے نکات علمی پر شیدا تھے اسکے ایک قطعہ کا مطلع یہ ہے ۵

لمعات وجہک اشرقت لشعاع طلعتک اعتلی ز چہ رو الست بربکم نہ زنی بزن کہ بلیٰ بلیٰ

ہر چند کہ حسد کی بدولت یہہ ماری گئی مگر نام اسکا تا حشر زندہ رہگیا - پس در حقیقت سخن آب حیات ہے ۔ فاتوبسورۃ ہی کا دعویٰ ہی خود دلیل " الله کو بھی ناز ہی اپنے کلام پر "

ام المومنین حضرت عایشہ رضؓ کی نسبت رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ دین کا دو ثلث اس حمیرا سے حاصل کرو یابی و امی صدقت یا رسول الله

ابو موسیٰ اشعری آپ کے فن ادب کے بڑے ہی مداح تھے - ہر چند کہ عروہ بن زبیر کو ہزارہا اشعار قدیم و جدید حفظ تھے مگر وہ خود قایل تھے کہ حضرت ام المومنین عایشہ رضؓ کو مجھ سے زیادہ یاد ہین - آپ نے حضرت رسول خدا کی نعت و مدح مین قصاید جو لکھے ہین ان کی فصاحت و بلاغت کی نسبت اکثر صحابہؓ معترف ہین کہ جو بلاغت کہ آپ کے کلام مین پائی جاتی ہے وہ بڑے بڑے مشہور مدعیان فن صحابہؓ کے کلام مین نہین پائی گئی - الحاصل اگر عورتون مین شاذ و نادر کوئی لایق نکلے تو اسقدر اسکا چرچا ہو جاتا ہے کہ بیان سے باہر حالانکہ مردون مین یہ عام بات ہے انکی لیاقت چونکہ انکا جوہر ذاتی ہے لہذا یہہ فرقہ تعجب کی نظر سے نہین دیکھا جاتا - مثلاً بحتری مشہور ادیب کی ایک حکایت مشہور ہے جسکو مین نے مکرمی معظمی شمس العلما مولانا سید علی صاحب بلگرامی بی - اے و بی - ایل وغیرہ مراتب کی زبانی سنا ہے کہ یہہ جب اپنے ایک فاضل دوست کے گھر پر جا کر انکو اپنی اطلاع کرائی

اور ملاقات کی درخواست کی تو اوس دوست نے یہہ عذر کہلا بہیجا کہ مین صرف ایسے شخص سے ملونگا جسکو چالیس ہزار اشعار لاجواب یاد ہون۔ جب اس نے یہہ پیام سنا تو خدمتگار سے کہا کہ جا اور تیرے آقا سے پوچھکر آ کہ آیا تو ہم اشعار مردون کے منہہ سے سنا چاہتا ہے یا عورتون کے!!! اس پیام کے سنتے ہی صاحب خانہ اوچھل پڑا اور کہا واللہ یہہ معزز مہمان بہ البحتری کے سوا اور کوئی نہو گا۔ وہ فوراً باہر نکل آیا اور دیکھا تو وہی تھا۔ اللہ اللہ وہ بھی کیا زمانہ تھا اور وہ لوگ کیسے خوش نصیب تھے جنہون نے اس زمانہ کو پایا تھا

ہمارے قومی ناول نگارون سے دو دو باتین

ہمارے قومی لایق ناول نویسون سے جو قلم کے دہنی جادو نگاران فن ادب مین التماس ہے کہ یورپ کے مصنفین جو کثرت سے ناول لکھا کرتے ہین اور اسکی اشاعت بہی وہان عام مقبولیت کے ساتہہ ہوتی ہے اسکی ایک خاص وجہ ہے ہمارے ناول عشقبازی اور بدمعاشی کی تعلیم دیتے ہین جس سے قومی نوجوانون کے اخلاق اور زیادہ خراب ہوتے ہین۔ ان ہی ناولون کے سبب سے نوجوان لڑکون مین تاک جہانک کرنے کی خو بد۔ عیاشی۔ بدنظری وغیرہ ان امورین اور ترقی ہوگئی ہے ایک صاحب نے حال مین کسی طالب علم کا ناول لکہا ہے کہ وہ وطن ترک کرکے کسی شہر مین تعلیم کے لئے گیا اور جس محسن کے گہر روٹی کہا رہا تہا اسکی بیٹی پر عاشق ہوا اور دلالہ کے ذریعہ سے اسکا وصل حاصل ہوگیا۔ کیا یہ شریفانہ حرکات ہین؟ کیا ایسے ہی ناولون کی ہماری قوم کو ضرورت ہے سخت افسوس کی بات ہے کہ اب تک ہمارے مصنف ناول نویسی کے اغراض تک کو نہ سمجہے پھر لکھینگے کیا خاک ناول نویس جب تک اعلے درجہ کا انگریزی دان نہو جب تک اسکے عام معلومات وسیع نہون بے علمی معلومات نہون۔ اور وہ قادر الکلام قلم کا دہنی اور سب سے زیادہ مہذب اور متین نہو ہرگز ناول نگار ہو نہین سکتا۔ انگریز پہلے اعلے درجہ کے علوم پر و ضیعر ہوتے ہین تب اس خدمت قومی کے لئے قلم اوٹھاتے ہین۔ اونہین قوم کے لایق نکتہ چینون کا بہی خوف لگا رہتا ہے۔

مصنفین کو لازم ہے کہ ناول لکھنے سے پہلے کچھ ایسا منصوبہ سوچلیا کرین جو نیک نتیجہ پیدا کرے
اور مختلف اغراض مثلاً - اصلاح زبان - عادات بد - بد خلقی - خوش اخلاقی - امداد غربا - تحریص
علم - وہنر - ہزی مضمون کے بڑے اثر شرافت - ونجابت - وغیرہ وغیرہ کے متعلق سحر بیانی
سے ناول لکھین - مگر ایک نہایت مہذب طرز کہ ناظرین برا نہ مانگے اور زبان ٹھیک ہو شوق
وعاشقی وعیاشی کے ناولون کو ایکدم سے چھوڑ دینا چاہئیے برخلاف اسکے انگریزی ناول نگارون
کے مقاصد مختلف ہوتے ہین مثلاً - قومی عیوب - یا کسی خاص خاندان کی اصلاح غربا
کی ہمدردی رئیس و ریاست کی توجہ وغیرہ جیسا کہ رابرٹ میکازسکے ناول مین اسکا مقصود
یہہ تھا کہ سرکاری پوسٹ افس کی گاڑیان اور بگھیان لیٹنے نہ پائین اور مسٹر کی تالیف سے
مولف کو منظور یہ تھا کہ غربا کی لڑکیونکو سلائی کی مزدوریان برابر ملین مسٹر ہزنس سے یہ مذکور خاطر تھا
کہ غربا کی جھونپڑیونکی آبرو کو امرا زاوے نہ بگاڑین غرض یورپ مین ہر ایک جماعت مصنفین
و مولفین کے اغراض و مقاصد جدا گانہ ہوا کرتے ہین اور اسکے لئے مختلف لیاقت و استعداد
کے لوگ منتخب ہوتے ہین پس اس سے ظاہر ہے کہ انگریزی ناولون کے ترجمہ سے ہمین کوئی
فائدہ نہ ہوگا کیونکہ ہماری اونکی معاشرت مین زمین واسمان کا فرق ہے - ہان مگر جناب جرمی
مولوی نذیر احمد صاحب نے اصلاح قوم کے متعلق ایک خاص پارٹ لیا ہے -
اسی طرح ازراہ شفقت دوسرے فاضل وہمدردان قوم جادوبیان کو بھی لازم ہے
کہ پہلے مختلف منصوبے ٹھان لے کر دیکھے جس مضمون سے ان کی طبیعتون کو مناسبت
تامہ ہو متعدد اغراض و مقاصد پر دلچسپ ناول تالیف کر کے قومین اصلاحین
فرمائین - ہر چند کہ ان امور مصدرہ الذکر کی تفصیل طول طلب ہے مگر مجھے امید ہے
کہ ارباب فہم خصوصاً ناول نگار میرا مطلب جو اس تحریر سے ہے ضرور
سمجھ گئے ہون گے اور جسکو اتنا اشارہ سمجھنے کی استعداد یا تجربہ حاصل نہین ہے جیکو
ایسون سے کام نہین سمجی نہین

تمہید و آغاز واقعات

نہ رستم رہا جہان میں نہ کچھ سام رہ گیا ٭ مردونکا صرف زیر فلک نام رہ گیا ٭ ای بزرگان اسلام کے غیور و باہمت یادگار نوجوانو جملہ علوم مین علم تاریخ ہی ایک ایسا وسیع اور اعلی علم ہی جس سے انسانکو نہ صرف واقفیت عامہ ہی حاصل ہوتی ہی بلکہ وہ بالطبع مذموم اور خراب عادات و اطوار کو ترک کرکے نیک اور سلامتی کی روشین اختیار کر لیتا ہے علم تاریخ ہی ایک ایسا بزرگ علم اور جوہر دار آئینہ ہی جسمین بے تکلف زمانہ گذشتہ کی واقعات شاہان سلف کے عدل اور انصاف بزرگان دین کی برگزیدگیان اور دنیو کی ترقی و تنزل کی مجسم صورتین دکہائی دیتی ہین ۔ علم تاریخ ہی ایک ایسا پاک علم اور سچی دوربین ہی جسکو گوشہ تنہائی مین تھوڑی دیر دیکھنے سے بڑے بڑے میدان کارزار کے نقشے جنگ و جدال کی سرگرمیان ۔ انوکہی بزدلی عجیب و غریب بہادری اور شجاعت کے معرکونکی شکلین ایسی برملا صحیح اور صاف نظر آتی ہین کہ گویا دیکہنے والا انہین موقع پر موجود ہے ۔ غرضکہ دنیا مین علم تاریخ ہی ایک ایسا معقول ذریعہ ہے جسپر عمل کرنیسے ایک نامرد مرد ۔ ایک ناتجربہ کار ۔ تجربہ کار اور ایک کم فہم صاحب عقل اور مہذب بن سکتا ہی اور خاص کرکے علم سیر اور صحابہ رضی اللہ عنہ یعنی واقعات زندگی کا مطالعہ انسانکو انسان کامل بناتا ہی ۔ اور انسانکی نیچر اور فطرت کی قوتونکی معلوم ہونیکے مشکلین وہمی شبہات خود بخود دور ہوتی ہین ۔ اور ایمانی قوت ایسی مستحکم ہوتی ہی کہ کسی فلسفی کی شبہ یا اعتراض سی اس مین تزلزل نہین آسکتا مین اسوقت ایک روزمرہ تجربہ کا اعادہ کرتا ہون جو غالبًا ایک معمولی بات ہونیسے ناظرین نے کبھی اسپر غور نہین فرمایا ہوگا اور وہ یہ ہی کہ آپ اپنی ساتھیونکو اور غریب و ذلیل ڈھیڑ چمار ۔ مانگ خاکروب ۔ و مزدور وغیرہ نیچ قوم کی لوگونکی زندگی کو دیکھتے ہین جنکو خود ہی انکو بالطبع لاری ہماری طرز عبادت ۔ ہماری مساجد اور خانقاہونکی بھی ہماری تعظیم نہین رہتی یہ لوگ دیکھتے ہین مگر کوئی اثر

ان پر نہین ہوتا۔ مین نے بعض از کار رفتہ قریب الموگ بڈہون سے کہا کہ کم بختو تمنی مدتون مسلمانون کا نمک کہایا۔ انکی یا عزت زندگی دیکھی۔ پھر کیون سفلت مین بسر کرتے ہو اتنو مسلمان ہو جاؤ مسلمان تونکی مسجدونمین تمہاری مغفرت کی دعا کیجائیگی اور عزت کی ساتھ تجہیز وتکفین ہوگی۔ یہہ سب کچھ سنا مگر اپنے قدیم ملت کا ترک کرنا اونھین پسند نہ آیا پر نہ آیا۔ حضرات ذرا غور کیجیگا تو صاف معلوم ہوگا کہ ان کے اس استقلال کا کیا باعث ہے جو یہی سبب ہے کہ انکے یہان اپنے بزرگ رشیون اور دیوتاؤنکے حالات سننے کی عادت مستمرہ جاری ہے انکے یہان قومی واسری بہکاری فقیر جو شبانہ روز گرد آوری کرتے ہین نہایت عمدہ سریلی آوازونمین اپنے دیوتاؤنکی کہانیان اور راجاونکی قصص الاپا کرتے ہین۔ اسکے علاوہ گرمیونکے موسمونمین اپنے اپنے جھونپڑون کے قریب میدانون مین اپنی اپنی محنت اور مزدوری سے فارغ ہونیکے بعد وقت شب سبکے سب جمع ہوتے ہین اور بھاگوت رام لیلا مہابھارت ہنومان نٹ وغیرہ کے کتھا سنا کرتے ہین اور ان کتہاؤنکی کبھی وقت بعینہٖ تھیٹر کی نقل اتارتے ہین گو وحشیانہ طرز پر سہی اور تماش بینون سے انکے مقدور کے موافق کچھ نہ کچھ اونھین مل جاتا ہے۔ غرض یہ اسباب ہین ان پنچ قومونکے بلکہ کل ہنود کے پکے عقیدتمند رہنے کی۔ اور اسی وجہ سے ایسی ذلیل تک قوم بھی اپنے مذہب پر مستقل ومستحکم ہے ورنہ انمین کوئی واعظ و ناصح نہین ہی جیسے اور قومونمین خاص اسی پیشہ پر مامور رہین۔ پس یہ فقیر بھی ہمارے قومی بہی خواہون سے التجا کرتا ہے کہ ہمیں بھی ایسے ہی وسائل مہیا کرین کہ جس سے خاص و عام کے دلون پر ہمارے قومی دل شجاع۔ اہل کرم خدا ترس اور اولوالعزم بزرگان دین کی عظمت اور وقعت کا سکہ بٹھا رہے تاکہ جاہل لوگ پادریون کے دام فریب مین نہ آنے پائین۔ اور فلسفہ پسند جہلا جہل اعتراضات کے دہوکہ نہ جائین۔ اسلامی غیرت اور ایمانی محبت کے قائم رکھنے کیلئے اسلاف کے پرشوکت کارنامون کی تصانیف سے بہتر کوئی ذریعہ نہین ہی جسکا مصالحہ ہمدردان قوم

سحر بیانون کو بہت کچھ مل سکتا ہے جس سے اظہار شوکت و عظمت بزرگان دنیائے اسلام ہو اور ادبائے قوم کو بھی لازم و منحتم تہی کہ وہ ہرگز ایسی نظم لکھنے کی جرات نہ کرین کہ جس سے اہل ادب بزرگان اسلام کی توہین اور ذات ظاہر ہو۔ ہرچند کہ ایسے فن کے شعرا ن مومنین کو اس خاص توہین آمیز مضمون پر زیادہ غلو ہے۔ مگر حال کے مہذب ارباب فہم ناسمیہ مذہب فضلا اس بات کو سمجھ گئی ہین ممکن ہے کہ رفتہ رفتہ اسلام اور مراثی کے مضامین توہین و تحقیر بانیان اسلام سے جو باعث نفرت قوم ہے پاک ہو جائینگے خدا ایسا کرے۔ نظر بہ اغراض متذکرہ الصدر فقیر عفو نے یہ قصد مصمم کیا ہے کہ نامی بہادران دنیائے اسلام کے حالات کو تا بہ امکان جمع کر کے وقتاً فوقتاً قدردان اہل اسلام کے روبرو پیش کرون منجملہ ان کے حضرت خالدؓ بن ولید ملقب بہ سیف اللہ کی سوانح باشوکت و عظمت بہ امید قدردانی ارباب کرم و عالی ہمتان قوم بالفعل ہدیتاً پیش کرتا ہون اگر پھر خدا نے فضل کیا تو اس سلسلہ کو جاری رکھونگا و علیہ التکلان و ہو المستعان ؎ در طلب میکوشم ارباب رسے ہے بخت بلند ورنہ تاہم سعی من افتند بزرگان را پسند۔

ابو سلیمان خالد بن ولید المخزومی کا نسبت نامہ

ابو سلیمان خالد بن ولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم بن تقیظہ بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن لوی بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ۔ بن الیاس بن مضر بن معد بن عدنان۔ آنحضرتؐ کا نسبت نامہ بھی عدنان تک بلا اختلاف صحیح ہے اس لیے اہل سیر نے اس سے آگے لکھنے کی جرات نہین کی ؎ ہوا بخت بیدار اقبال یار ؎

نہ کرو بر شد آئی بہار + بن اب ساقیا خضر راہ نجات ؎ پلا مے جو ہو رشک آب حیات ؎

اٹھائے نہ امید کی اب نگاہ ؎ درحق یہ ای انفعال گناہ + مرا عذر لاریب ہو ولپذیر ؎ ہے

مغفرت اے رب قدیر + مسلمان ہونیکو خالد جری ؎ چلے ایا شرمندہ پیش نبی ؎

یہ صا امید وار عنایات پاک ؎ حقیقت مین تھا یک کف تیرہ خاک + ملا اسکو احمدؐ سا ھادی دین ؎

جو بہی از رہ رحمت پی عالمین + ہو اور یہ حاضر ہے یہ شرمسار + مفتخر خطای جہالت شعار + لب عفو کیجئے کہ ہی عذر خواہ + امان اے خداوند رحمت پناہ ۔ بقول جمہور اہل سیر خالد بن ولید عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ عبدری جو کعبہ کے کنجی بردار تھے ہجرۂ نبوی کے چھٹے سال کے ابتدا مین محرم یا صفر کے مہینے مین مشرف بہ اسلام ہوئے اور بقول بعض کے ہجرۂ مبارک کے سال ہنجم کے آخر مین یہ سب پاک نفوس ایمان لائے ۔ ہرچند کہ خالد نے مسلمان ہونے سے پہلے ہی قریش کی حمایت مین داد شجاعت دی ہے ۔ مگر اسلام نے انکی جوہر ذاتی کی جیسی کچھ قدر کی اور شہرت بخشی ہے اسکو ناظرین سیر خوب جانتے ہین اور ناظرین رسالہ ہذا کو اس امر کا بہی خیال رہا ہے کہ حضرت رسول مقبول نے آپکی نسبت سیف من سیوف اللہ ارشاد فرمایا ہے اس سے ظاہر ہے کہ حضرت رضؓ کی خدمت مبارک مین اور بہی بہت اشجع وجان نثار تہے جو اس خطاب کے مستحق تہے ۔ غرض ہمنے ان شجاعان عرب کے نامون کی ایک منتخب فہرست خاتمہ کتاب پر لکہدی ہے ملاحظہ ہو ۱۲

جب حضرت رسول کریم خیبر سے مدینہ منورہ کو رونق افروز ہوئے اور اہل مکہ کو اسکی خبر ہوئی تو دفعتاً خالد رضؓ ولید کے دل مین خدا کی رحمت نے جوش مارا اور وہ یہ سوچنے لگے کہ رسول کریم کی مخالفت جو ہماری قوم اسوقت تک کر رہی ہے یہ دراصل بجز حمیت جاہلیت کے اور کیا ہے اور رسول کریم کی اطاعت مین اگر ہے تو ہمارے ہی دارین کا فایدہ ہے اس سے آپکا کوئی ذاتی نفع تو مقصود نہین اور جو شخص کہ بندگان خدا کی بہبود و بہلائی مین اپنی جان اور مال کو وقف کردے ایسے کریم النفس کی مخالفت سوا اسکے اپنی بدنصیبی کے کچہ نہین ہے ۔ یہ سوچ کر خالد رضؓ نے اعیان قریش کے ایک بڑے بہاری مجمع مین حضرت کی مدح اور اپنے اظہار خیالات کے

متعلق ایک پرجوش لکچر دیا جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ بھائیو! آپ لوگ شرفاء قوم ہین۔ اور ذوی عقل ہین غور فرمائیے۔ کہ ہم کیون ایک ایسے مقدس نفس کی ہمدردیون اور خالص خیرخواہیون کی مخالفتون پر اماده ہین۔ اپنے بارہا اس کا امتحان کیا ہے اور آپ کے دل جانتے ہین کہ محمد نہ تو شاعر ہین نہ ساحر۔ دولت دنیوی اور شوکت شخصی سے وہ سخت متنفر طرز زندگی آپکی بالکل غریبون کی سی ہے۔ خورد و پوشش نہایت سادہ حلم تواضع اور انکسار آپ مین پرلے درجے کا ہے۔ رحم اور شفقت کی کوئی حد ہی نہین۔ اور سب سے زیادہ غور طلب تو یہ امر ہے کہ ہمارے قوم کے اکابر و اصاغر نے آپکو اور آپکے عزیز و اقربا و صحابہ کو کیا کیا تکلیفین نہ دین اور آج آپکی قوت اور شوکت اسلامی ترقیون پر ہے۔ اگر آپ دنیا طلب ہوتے اور بدلا لینا اور کینہ وری آپکا پیشہ ہوتا تو آج ہم مین سے ایک بھی زندہ نہ بچتا۔ برخلاف اسکے آپکی للہیت کا یہہ حال ہے کہ جب ہے کوئی آپکا کیسا ہی دشمن جانی نہ ہو مگر جہان اوس نے صدق دل سے اقرار توحید و رسالت کرلیا۔ تو آپ نے اوسکو فوراً بھائی بنالیا۔ اور اوسکی تمام عداوتین کالعدم کردین نہ آپ مال و جاگیر سے خوش ہوتے اور نہ ہدایا و تحایف سے بلکہ ہم لوگون کے اسلام قبول کرنے سے ایسے خوش ہوتے ہین کہ گویا انکو دولت دارین مل گئی۔ یارو انصاف کرو کہ ایسا کریم النفس اگر پیغمبر برحق نہ ہو تو کیا دنیادار جاہ طلب طامع و حریص شخص ہو سکتا ہے پس ہر شریف و ذوی عقل کا فرض ہے کہ آپکا دل و جان سے طابع و مطیع ہو جائے اور دینی و دنیوی لذتون سے جو لازمہ کفر ہین بچین۔ اس تقریر کے سنتے ہی عکرمہ بن ابی جہل جو اسوقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے گھبرا گئے اور خالد کو پچھلی ذلتین یاد دلایا اور خود بھی مخالفت کی۔ خالد نے

اس کا جواب دیا اور کہا کہ یہہ حمیت جاہلیت کی حمیت ہے مجھکو اس سے اب سروکار
نہ رہا غرض کچھہ ہی ہو مجھپر تو خدا نے حق کو ظاہر کردیا ہے اور مین تو مسلمان ہو چکا تم
لوگ اپنی اپنی بہتری کو آپ سوچ لو ۔ اسکے بعد خالد نے آنحضرت کی خدمت مین بطور
تحفہ گھوڑے روانہ کئے اور اپنے اقرار اسلام اور تصدیق رسالت کا حال لکھا بھیجا جب
یہہ کیفیت بہادر قوم قریش خالد کے اسلام کی ابو سفیان کو معلوم ہوئی تو بس
ایکبار زمین اُنکے پاؤن تلے نیچے سے نکل گئی اور ابو سفیان اُسوقت تک مسلمان
نہ ہوئے تھے اور شیخ القوم اور ذی مرتبہ اکابر قریش سے تھے غرض یہ کہ عکرمہ اور
خالد کے پاس وہ خود چلے آئے ۔ اور پوچھا کہ اے خالد مین نے جو کچھہ تیری نسبت
سنا ہے کیا وہ سچ ہے ؟ کیا تو محمد پر ایمان لاچکا ہے اور آل محمد کا تابع ہو گیا ہے
ہاین یہ تو نے کیا کیا ؟ کیا آل محمد کو میرے مقابلہ کیلئے قوۃ و امداد بخشتا ہے ۔
خالد نے کہا اگر مینے یہ کام کیا ہے تو بیشک حضرت محمد کے ناتے ۔ اور
رشتہ داری کے لحاظ سے مجھکو بھی کرنا چاہئے تھا ۔ کیونکہ مجھکو ان سے صلہ رحم
اور قرابت ہے ۔ بھلا اسمین تمہارا کیا ہرج ہوا ۔ ابو سفیان نے کہا کہ اگر اسبات کا
قرار واقعی مجھکو یقین ہوتا تو مجھکو قتل کر دیتا ۔ خالد نے کہا ۔ اللہ کی قسم مین بالکل
سچ کہتا ہون ۔ (امتحان بس ٹھہرو اتنا منہہ پھیلاؤ ہی نہیں ؛ جان دینکو کلیجا چاہیئے
دل چاہیئے ذرا اسلامی شجاعت کو دیکھئے) یہ سنتے ہی ابو سفیان خالد پر لپکے
اور دست بگریبان ہونے کو تھے کہ عکرمہ نے اون دونون مین بیچ بچاؤ کر دیا ۔
اور کہا کہ ابو سفیان ذرا ٹھہر جاؤ ۔ اگر تم ایسی جہالت کروگے تو یقین ہے کہ مجھکو بھی غصہ
آجائیگا عفو ۔ دیکھیہ کہتا ہون واغظ مجھے غصہ دلا تو جو کافر ہی ابھی تو مسلمان ہون مین
اور مین بھی خالد کے ہمزبان ہو کر دین اسلام کا خالص و مخلص فدائی ہو جاونگا
اس کام مین تمہارا کوئی اجارہ ہے ؟ کیا خدائی فوجدار ہو ! یہہ اپنی اپنی

پسند اور خوشی کا معاملہ ہے۔ کیا تمہیں خبر نہیں کہ کل قریش معاملات مین اپنی راے پر عمل کیا کرتے ہین اور بعض سے یہ بھی عمل در آمد رہا ہے۔ آپ کو دوسرے کی آزادی مین دخل دینے کا کیا حق ہے۔ اللہ کی قسم ہے کہ خالدؓ اپنی راے سے منحرف ہونیوالا نہین اور مجھکو خوف ہے کہ جملہ اہل مکہ اسکے ساتھی نہ ہو جائین۔ عفو= آج تم دشمن ہو کل ہوگے ہمارے جان نثار پھر خجل ہونا پڑیگا ہے اس کردار پر + عکرمہ جیسے آقر نشکر ابو سفیان نے خالدؓ کو چھوڑ دیا اسکے بعد وہ مکے سے نکلے اور ان حضرتؐ کی خدمت عالی مین حاضر ہوئے۔ اس حال مین کہ وہ تصدیق کرنے والون اور ایمان لانے والون مین سے تھے۔ عفو۔ ہان قسمت کی ہے یہ رشک نہ کرائے رضوان پہ تمھکو جنت ہو مبارک در حضرت مجھکو۔ ایک دوسرے مخبر سیر کی کتاب مین یون لکھا ہے کہ۔

خود حضرت خالد بن ولید یون فرماتے ہین کہ دفعتاً اسلام کی محبت میرے دل مین القا ہوئی بعد صلح حدیبیہ فتوحات اسلامیہ مین جو اتصالی تائید دیکھی تو مین نے یہ خیال کیا کہ بس اب قریش کی قوت و عظمت کا خاتمہ ہوتے نظر آتا ہے۔ بہتر ہے کہ شاہ حبش نجاشی کے پاس چلے جاؤن اور وہان آرام سے بسر کرون یا بادشاہ روم ہرقل کے پاس جاکر دین نصاری اختیار کر لون۔ پھر سوچ سوچکر کہنے لگا کہ ایسے کمینہ پن کی زندگی تو مجھ ایسے غیور شخص سے ممکن نہین کہ صرف رشک بیجا کے مارے اپنا دین تباہ کرون۔ غیر مناسب ہوگا کہ چندے اپنے ہی وطن مین مقیم رہ کر دیکھ لون کہ آخر ان باہمی اور قومی لڑائیون کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ مین اس فکر و تردد مین تھا کہ حضرت سید الانبیاءؐ عمرہ قضا کے ادا کرنیکے ارادہ سے تشریف فرما مکہ ہوئے۔ اور میرا بھائی ولید بن ولید بھی حضرتؐ کے ہمراہ آیا اور مجھکو بہت ڈھونڈا مگر نہ پایا۔ ناچار اس نے مجھکو

ایک خط لکھا کہ بہائی خالد تجھکو سردار عالم نبی ارحم نے کئی بار یاد فرمایا ہے اور زبان مبارک سے یون ارشاد فرماتے تھے کہ خالد ایسا آدمی نہین ہے کہ اسلام کی خوبیان ابتک اوسپر ظاہر نہ ہوئی ہون بہائی حضرتکا تجھکو یاد فرمانا اور رحمت سے کلام تیرے نسبت ارشاد فرمانا خالی از حکمت نہین ہے اور یقیناً تیرے اسلام سے مشرف ہونیکا زمانہ آچکا اب دیر مت کر ہان یہہ بہی فرماتے تھے کہ اگر خالد مسلمان ہوکر اپنی قوت و شجاعت کو تائید اسلام مین صرف کریگا تو اُس کے لئے بہتر ہوگی اور ہم اسکو اوسوقت دوسرون پر مقدم جانینگے۔ دیکہہ بہائی۔ جلد آ۔ اور یہہ موقع ایسے ہاتھ سے مت کہونا۔ تھوڑا لکہا بہت سمجہنا۔

راقم تیرا بہائی ولید بن ولید۔

خالد نے جب اپنے بہائی کا خط پڑہا تو اون کے خیالات سابقہ پر ایک تازیانہ لگا۔ یہہ اوسیوقت اوٹھ کہڑے ہوے اور تہوڑے بعد دیگرے اپنے خالص دوستون سے ملکر اپنے ارادہ کو اون پر ظاہر کیا اور اونہین بہی ترغیب دی کہ تم بہی ہمارے ساتہہ حضور اقدس مین چلکر مسلمان ہو جاؤ۔ صفوان بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل نے عذر کیا مگر عثمان بن ابی طلحہ ساتھ ہوئے یہہ دونون صاحب مدینہ منورہ کے طرف چل نکلے جب موضع ہدہ کو پہونچے تو عمرو بن عاص بہی مل گئے جو اسی قصد سے اون کے پیشتر نکل چکے تھے۔ معجزہ۔ یہہ لوگ ہنوز داخل مدینہ ہوے نہ تھے کہ حضرت رسول کریمؐ صحابہ کے طرف مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ خدا مکہ نے اپنے جگر پارون کو تمہارے طرف پہینکدیا ہے۔ اُسوقت تو کسی نے کچہہ بہی نہ سمجہا کہ اس ارشاد سے آپکا کیا مقصود ہے۔ مگر خالد معہ احباب جب داخل مدینہ منورہ ہوے تب سمجہا کہ حضور نے انہین کے نسبت ارشاد فرمایا تھا۔ خالد کہتے ہین کہ مین جب لباس سفر بدلکر حضرت کی طرف چلا تو اثناے راہ مین

میرے بھائی نے مجھسے ملکر کہا کہ بھیا جلدی کرو۔ تمہارے آنیکی خبر حضور پرنور سرور عالم کو ہوچکی اور آپ مسرور و شادمان منتظر بیٹھے ہین۔ یہہ سنتے ہی مین نے قدم تیز کئے اور داخل محفل مبارک ہوا۔ جونہی آپکی مبارک نظر مجھپر پڑی۔ مین نے کہا۔ السلام علیک یارسول اللہ۔ رسول اکرم نے بحالت تبسم میرے سلام کا جواب دیا۔ پھر مین نے کہا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ تو حضرت نے نہایت شفقت آمیز لہجہ مین فرمایا۔ الحمد للہ بن الک الاسلام اے خالد مین جانتا تھا کہ تو صاحب عقل و فہم سلیم ہے۔ اور تیرے ہدایت پانیکی مجھکو توقع ہی تھی۔ خالد نے بہ اظہار ندامت و انفعال اپنے پچھلی خطاؤن کی معذرت کی اور معافی چاہی تو حضرت نے فرمایا کہ خالد تم نہین جانتے ہو کہ اسلام کے سبب سے ایام جہالت کے تمام گناہ دہل جاتے ہین۔ اعمال سابقہ کا اب تمہین کچھ خوف نہین ہے۔ خالد ان نعمتون کی سرفرازی سے ایسے خوش ہوے کہ پھولے نہ سمائے اور آپکے مشرف بہ اسلام ہونے سے خاص و عام اہل اسلام بہت مسرور ہوئے۔ اسکے بعد آپ شامل جماعت جان نثاران حضرت رسول مقبول ہوئے۔

غزوۂ موتہ

پہونچ جلد اے نصرۂ دین حق ۞ کہ تو اس سعادت کی ہے مستحق ۞ دکھا عت سا حملہ پر غضب بہت رہ چکا شیر فرصت طلب ۞ موتہ ایک مقام ہے بیت المقدس سے دو مرحلہ دور۔ اس جنگ کا باعث یہہ ہوا کہ حضور عالم نے ملک بصریٰ کے نام حارث بن عمیر کے ہاتھ ایک فرمان ہدایت نشان روانہ فرمایا تھا۔ مگر وقت ملاقات امراے قیصر سے ایک امیر نے انکو شہید کرڈالا اور یہہ پہلے ہین جو رسول مقبول کے سفیرون مین سے شہید ہوئے ہین۔ جب حضرت سرور عالم کو یہہ خبر پہونچی تو آپ نے جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور زید بن حارثہ کو اس لشکر کی امارت سے سرفرازی بخشی

ثبوت نبوۃ

جب حضور عالم ضروری ہدایات وارشادات سے فارغ ہوئے تو یہہ بھی فرمایا
کہ ہان اگر اس معرکہ مین زید شہید ہوجائین تو جعفر بن ابی طالب امیر مقرر
ہون اور اُن کے بعد عبداللہ بن رواحہ اسکے قایم مقام سکئے جائین اور یہہ بھی
شہید ہوجائین تو پھر مسلمانون کو اختیار رہے وہ جسکو چاہین اپنا امیر لشکر مقرر
کرلین ۔
ایک یہودی جو اوسوقت اُس مجلس مین حاضر تہا زید کے پاس جاکر کہنے لگا کہ آے
زید سنو اگر تم محمد کو پیغمبر خدا اور رسول برحق جانتے ہو تو یقیناً تم شہید ہوجاؤگے
کیونکہ انبیا بنی اسرایل مین جب کوئی نبی اس طرح نام بنام اگر سو آدمیون کی شہادت
کی خبر دیتا تو یقیناً سب کے سب شہید ہوجاتے پس اگر آپ سچے نبی ہین تو بیشک
تم سب شہید ہوجاؤگے پس بہتر ہوگا کہ تم جنگ مین مت جاؤ ۔ زید نے کہا احمق
تو پاگل ہوگیا ہے ۔ آنحضرت کے پیغمبر برحق ہونے مین کیا شک ہے وہ لاریب
نبی مرسل ہین اور رہی میری شہادت اسکا خوف کیا معنے ۔ ارے ہم تو اسکے
ایسے آرزومند ہین کہ جیسے برسون کا فراق زدہ عاشق اپنی حسین معشوق کے ملنے کا
متمنی ہو ۔ پس جو جاندار ہے اوسکو ایکروز مرنا بھی لازم ہے مگر ایسی موت جسکی
بدولت ابدی بقا اور دایمی آرام وآسایش مفت ملتی ہو کسکو نصیب ہوتی ہے
صاحب نصیب اہل اسلام کے سوا شہادت کے برکات کسکو ملتے ہین ۔ تف ہے
تجھپر جو اس فانی زندگی پر مرتا ہے ۔ اور ہم شہادت کے فدائیون کو تو ڈراتا ہے
چل دور ہو میرے سامنے سے ۔ القصہ سرور عالم علیہ السلام نے ایک سفید نشان اس
لشکر مجاہدین کی امارت کا زید کے ہاتھ مین دیکر ضروری پند ونصایح کے بعد رخصت
فرمایا ۔ اور خداے تعالی سے مدد اور نصرۃ طلب کرنے کی تاکید اور سب کے

حق مین دعاے خیر فرمائی۔ جب لشکر اسلام موضع موتہ پر وارد ہوا تو سردار لشکر
نے حسب ارشادات سید عالم کی برابر تعمیل کی۔ مگر دشمنون نے ایک بڑا لشکر جمع
کیا تھا۔ اور شرجیل کو اسکا افسر مقرر کیا۔ شرجیل غسانی مسلمانون کے مقابلہ سے ڈرا
اور اپنے بھائی کو جسکا نام شدوش تھا اپنا قایم مقام مقرر کر کے مسلمانون کے
مقابلہ کو بھیجا۔ جب مقابلہ ہوا تو مسلمانون کے ایک سردار نے شدوش کو مار لیا۔
شرجیل کا خوف اور بڑھ گیا۔ اور اس لیے جا کر قلعہ مین بند ہو گیا۔ اور فوراً ہرقل
شاہ روم سے بہ کمال عجز امدادی لشکر طلب کیا۔ حالانکہ مسلمانون کی فوج کی تعداد
اب بھی ان کے مقابلہ مین بہت کم تھی۔ غرض ہرقل نے بڑی بھاری فوج مدد
کے لیئے بھیجدی۔ جن مین قریب لاکھ سے بھی زیادہ مردان نبرد آزما تھے۔
مسلمانون نے جب اس کثرت سے فوج کو دیکھا تو کسیقدر متردد اور مشوش ہوے اور
بتقاضاے بشریت ارادہ کیا کہ حضرت سید عالم کی خدمت مبارک مین امدادی
فوج کے لیئے عریضہ روانہ کرین مسلمانون کی یہہ حالت دیکھکر عبداللہ بن رواحہ
آن پہونچے اور انھین غیرت دلائی اور ان کے اسلامی جوش کو ابھار
کر للکارا کہ بھائیو ذرا سوچو تو کہ کیا ہم لوگون نے غریب الوطنی جو اختیار کی ہے اور
خویش و اقارب دوست و احباب عیش و آرام کو چھوڑا ہے تو کیا ہمارا مقصود اس سے
دولت و حشمت دنیوی کا پیدا کرنا ہے ؟ لا و اللہ !! لا - بلکہ ہم تو طالب شہادت
ہین جس دولت کے روبرو دنیائی بادشاہی پر پشہ سے کچھہ زیادہ وقعت نہین
رکھتی ؟ - بھائیو فتح و شکست خداے تعالی کے ہاتھہ ہے۔ اگر فتح ہوئی تو
نہو المراد اور اگر نہین شہادت نصیب ہوئی تو وہ خود بھی عین فتح ہے پس
فوج کی قلت وغیرہ سے تردد مین پڑنا اور کثرت تعداد سے گھبرانا ایک بے بنیاد
اور صریح حماقت کی بات ہے اس لیے کہ فتح و شکست کو اس سے کوئی نسبت

نہین ۔ ہمین بارہا اسکا تجربہ ہوچکا ہے کہ باوصف قلت فوج کے بہادران اسلام نے
کفار کی جمعیت کثیر کو مور وملخ کی طرح روند ڈالا اور اون پہ فتح پائی ہے ۔ اور
ان جان نثاریون کا نتیجہ گو آج ہمین نہ ملے لیکن ہماری آیندہ آنیوالی نسلین
اس سے ضرور نفع اوٹھائین گی جو ہماری دایمی مسرتون اور ابدی راحتون کا
باعث ہوگا ۔ خبردار بھائیو! خبردار!! کبھی ایسے وسوسون کو اور شیطانی
خیالات کو دل مین آنے مت دو ۔ پھر ایسے موقع کہان نصیب ہوتے ہین ۔ خدائے
کریم پر بھروسا کرو اور آگے بڑھو پھر یا تو فتح ہے یا شہادت دونون امر ہمارے
لئے نعمت ہے اور کسکو ایسا مبارک زمانہ نصیب ہوتا ہے کہ جنکے درمیان
رحمت عالم رسول اکرم بنفس نفیس موجود ہون ۔ الحاصل آپکی اس تقریر نے مسلمانون
مین ایک روح تازہ پھونکدی خلاصہ یہہ کہ زید نے علم سرداری لشکر کا اُٹھایا
کفار سے مقابلہ ہوا اور موافق ارشاد آنحضرت کے پہلے زید شہید ہوے
آپکے بعد حضرت رسول کریم صلعم کے ارشاد مبارک کے مطابق جعفر طیار نے
علم اوٹھایا اور گھوڑے کے منہ پر مار کر کہا کہ سرور عالم کو میرا اسلام پہونچا دینا اور سخت
مقابلہ کرکے شہید ہوے آپکے دونون بازو کٹ گئے اور ۲۰ زخم جسم کے ایک جانب
اور ۲۷ ۔ دوسرے جانب لگے تھے اسکے بعد عبداللہ بن رواحہ نے علم سرداری اپنے
ہاتھہ مین لیا سنا ہی کہ تین دن سے آپ بھوکے تھے نہ معلوم اسکی کیا وجہ تھی ۔ پہلے تو
آپ نے نفس کو مخاطب کرکے ملامت کرنا شروع کیا " کہ سُن اے عبداللہ تجھکو اپنی
عورت کی محبت مانع شہادت ہے تو لے مین نے اُسکو طلاق دیدی ۔ اگر غلامون
کی کثرت وشوکت سے جدا ہونیکا قلق ہے تو آج ہی مین نے اُن سبکو براہ خدا
آزاد کردیا اور پھر اگر باغ وبستان کی سیر کی محرومیت کا قلق ہے تو مین نے
اپنے تمام باغات وغیرہ کو بھی سرور عالم پہ تصدق کردیا ۔ اے عبداللہ تبلا اب ان

مبارک حکم سے تلوار سے توڑا تھا۔ جب اسمین سے ایک عورت بد شکل برہنہ سر سیاہ رنگ۔ کریہ منظر نکل کر بھاگا چاہتی تھی کہ اوسکو بھی خالدؓ نے قتل کیا
اسکے بعد دوسرا سریہ جس مین خالدؓ سردار لشکر تھے وہ سریہ بطن نخلہ سے
جاننا چاہیے کہ غزوات مبارک جس مین سیف اللہ حضرت کی خدمت مبارک مین حاضر رہے وہ یہہ ہین۔ فتح مکہ۔ حنین۔ طایف۔ تبوک۔ حجۃ الوداع۔ اور سریات جس مین آپ سردار فوج مقرر تھے حسب ذیل ہین۔
سریہ موتہ۔ بطن نخلہ۔ بنی جذیمہ۔ دومتہ الجندل۔ بنی الحارث۔ اور بنی عبد المدان ہین۔ اور آپ نے بعہد خلیفہ رسول اکبر صدیقؓ۔ ذیل قوم مرتد مفسدون کو تلوار کی گھاٹ کا پانی پلادیا اور آگ بھاگ نکلنے کے لئیے سے جہنم کو بھیج دیا۔ طلحہ بن خویلد۔ ام رمل۔ سجاح۔ مالک بن نویرہ۔ مسیلمہ۔ کذاب۔ اسکے بعد آپ بحکم مثنیٰ بن حارثہ کی تائید کی اسکے بعد امیر ہوئے۔ جنگ بصرہ مین۔ دمشق۔ وردان۔ اجنادین مین بھی کامل فتح دمشق کی۔ بعلبک فتح کیا۔ اور پھر تحت امین الامۃ عبیدہؓ بن الجراح۔ یرموک انطاکیہ قنسرین۔ قیساریہ۔ دیاربکر۔ مصر۔ بیت المقدس۔ حمص وغیرہ کو فتح کیا۔ اسکے بعد مدینہ کو واپس تشریف لے گئے۔ مختصر حالات مرقوم الصدر فتوحات واصلاح فسادات کے یہہ ہین۔

روانگی خالدؓ کی طرف بنی جذیمہ کے

یہہ تیسرا سریہ ہے جس مین خالدؓ سردار تھے

اسکے بعد خالدؓ موضع ابرق مین قبیلہ کنانہ کے طرف روانہ ہوئے۔ آپکے ہمراہ سات سو سوار تھے قبیلہ بنی سلیم کے اور انصار مین سے سوائے ابی قتدہ بن انس کے کوئی اور نہ تھا۔ وہان پر بنی جذیمہ کی ایک جماعت تھی۔ جب اون سے پوچھا کہ آیا تم مسلمان ہو تو جواب دیا کہ ہان ہم مسلمان ہین۔ خالد نے کہا۔ تم کب مسلمان

ہوئے۔ کہا کہ آجکی رات یعنی گذشتہ شب کو۔ خالد۔ اچھا تم سچ ہو تو ہمارے پناہ گزین کیون ہوئے ہو ہمارے پاس چلے آؤ۔ بنو جذیمہ کی جماعت مین سے ایک مرد نے انکو خوف دلایا کہ دیکھو تم اگر ہتیار دیدوگے تو ضرور قتل کئے جاؤگے۔ القصہ بعد رد و قدح کے بعد انھون نے ہتیار ڈالدئے۔ خالد نے اُن سب کی قتل کا حکم دیا اور وہ سب مار ڈالے گئے۔ جب اسکی خبر آنحضرتؐ کو پہونچی تو آپ خالد پر سخت غصہ ہوئے خالدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھپر ملامت نہ فرمائے۔ مین آپ پر فدا ہوجاؤن مین نے یہہ دلیل اس آیت کی جو آپ پر نازل ہوئی ہے۔ اونکو مار ڈالا ہے۔

سو اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کہ وہ قوم دغا باز اور کینہ کش تھی۔ اور مجہکو اس نے فریب دینا چاہا۔ پس اللہ نے شفا دیدی۔ میرے سینے کو یعنی کھولدیا اور میرے دلکو اُن کے کینہ سے آگاہ کردیا۔ اللہ جانتا ہے کہ مین مسلمان ہون یعنی اگر وہ واقعی دل سے ایمان لائے ہوتے تو خدا تعالی مجھکو اُن کے قتل پر قدرت ہی نہ بخشتا مگر چونکہ وہ منافقانہ دغا کیا چاہتے تھے۔ بایں ہمہ آنحضرتؐ نے اون کے لڑکے بالون کو اور اموال کو جو غنیمت مین آیا تھا واپس فرمادیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ حکم شریعت ظاہر پر ہے۔ اسی لئے رحمۃ عالم باوصف خالدؓ کے معقول جواب دینے کے ان کے تقاضائے دلی پر عمل نہ کرکے ظاہر شریعت کا پاس کیا۔ اہل ایمان کو یہ فعل رسول مقبولؐ کافی ہے

جنگ طلحہ بن خویلد

عہد خلیفہ رسول اللہ حضرت ابابکر صدیقؓ — بعد رحلت فرمانے آنحضرتؐ کے خلیفہ رسول اللہ حضرت ابابکر صدیقؓ نے اپنی عہد خلافت مین۔ خالد بن ولیدؓ کو تین ہزار آدمیون کو ہمراہ دیکر طلحہ کے سرکوبی کے لیئے روانہ کیا۔ یہہ طلحہ بن خویلد آنحضرتؐ کے عہد مبارک

مین ایمان لایا تھا اور آپکے زمانہ حیات ہی مین مرتد ہوگیا جب آنحضرت کی وفات
شریف کی خبر مشہور ہوئی تو اُس نے دعوے نبوۃ کیا اور طرح طرح کی خرافات بکنے لگا
بہت سے بدوی احمق بھی اسکے ساتھ ہوگئے ۔ حضرت صدیقؓ نے عدی بن حاتم کو
اس قوم کے پاس بھیجا کہ وہ جلد جا کر اون لوگون کو اسلام سے روگردان ہونے
نہ دین ۔ اس اثنا مین سیف اللہ خالد کا لشکر پہونچ گیا جس کے مقدمۃ الجیش ثابت
بن قیس تھے ۔ اور خالدؓ نے ثابت بن اخرم اور عکاشہ بن محصن کو طلیحہ کے لشکر
کے پیچھے چلنے کا حکم دیا ۔ اتفاقاً طلیحہ اور اوس کے بھائی وغیرہ کی مسلمانون سے
مڈبھیڑ ہوگئی اور اچانک یعنی بے قصد جنگ شروع ہوگئی ۔ لڑائی مین حبال بن طلحہ
مارا گیا اور عدوون نے ثابت بن اخرم اور عکاشہ کو شہید کرڈالا جب خالدؓ نے اور اپنے
یارون کو شہید پایا تو بہت افسوس کیا کل مسلمانون کو رنج ہوا ۔ اتنے مین عدی بن
حاتم نے آکر کہا کہ مجھکو تین دن کی مہلت دیجیے کہ مین اس قوم کو دوزخ مین جانے
سے بچانے کی کوشش کرلون ۔ پھر مہلت دی گئی ابن حاتم عدی تین دن گذرنے
کے بعد پانسو مرد جنگی کو جنھون نے اسلام قبول کیا تھا اپنے ہمراہ لیتے آئے اور وہ
سب لشکر اسلام مین شامل ہوگئے ۔

اس کے بعد خالدؓ نے بنی جدیلہ کا قصد کیا ۔ تو عدی نے کہا کہ مجھکو اول روانہ کرو
شاید کہ بنی عدی کی طرح یہہ قوم بھی دوزخ سے نجات پاوے ۔ غرض عدی انکے
ان کے پاس گئے اور اونھین پند و نصیحت کرکے راہ راست پر لائے اور اونکے
ہزار سوار ہمراہ لیتے آئے یہہ بھی شامل لشکر اسلام ہوے ۔ اس کام سے عدی کا احسان
تمام قوم پر ہوا ۔ غرض خالدؓ اپنے لشکر کے ساتھ بزاخہ مین اوترے ۔ اور طلیحہ بھی بہت
لوگون کے ساتھ آپکا مقابل ہوا ۔ کہ آفتاب نکلا دونون کی صفین آراستہ ہوئین
اور لڑائی آغاز ہوئی ۔ خالدؓ نے ایسی دلاوری شجاعت دی اور وہ مردانہ جوہر دکھلائے

کہ طلیحہ اپنی عورت کو لیکر شام کو بھاگا - اور بنی کلاب کے پاس جا کر پناہ لی - خالدؓ نے
مرتدون کو گرفتار کرکے ان کی مشکین کس کر مدینہ کو خلیفہ کے پاس روانہ کر دیا -
گروہ اسد کے سب خلیفہ برحق کے ہاتھ پر توبہ کرکے پھر از سر نو مسلمان ہو گئے -
طلیحہ کی شکست کے بعد بنی عامر - بنی سلیم - بنی ہوازن اور بنی فزارہ کی قوم کے
لوگ پھر اسلام مین داخل ہو گئے جب ابو بکرؓ نے مرتدون کی سرکوبی کے لئے خالدؓ
کو روانہ کیا تو فرمانے لگے کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سنا ہے کہ ارشاد فرماتے تھے
کہ اللہ کا خوب بندہ اور اچھا بھائی اپنی گروہ کا خالدؓ بن ولید ہے اور وہ ایک تلوار
ہے اللہ تعالی کی تلوارون سے کہ کھینچا ہے اسکو اللہ تعالی نے اوپر کافرون اور
منافقون کے - بابی و امی صدقت یا رسول اللہ - بابی امی
جب خالدؓ نے یہان کے امورات سے فراغت پائی تو ام زمل کے طرف روانہ ہوئے
اوسکا نام سلمی تھا جسکی مان ام قرفہ شرف اور بزرگی مین تمام عرب مین ضرب المثل
تھی اور ام زمل مال و دولت اور آل و اولاد کثرت سے رکھتی تھی -
غرض جسقدر فزاری مرتد تھے وہ سب اسکے پاس جمع ہو گئے آخر
بڑا لشکر جمع کرکے مسلمانون سے لڑائی کی تیاریان شروع کر دین - خالدؓ اس
حال سے مطلع ہوکر دلیران اسلام کو ہمراہ لیکر اوس کے طرف بڑھے - پھر تو
ہر دو لشکرون کا مقابلہ ہوا - آتش جنگ مشتعل ہوئی - ام زمل اپنے باپ کے
اونٹ پر سوار تھی - خالدؓ نے بذات خود معہ چند اپنے رفقا کے اوسپر حملہ کیا -
چونکہ اسکی حفاظت کے لئے اس کے گرد بیش بہت لوگ گھیرے ہوئے تھے - لہذا
معدودے مرتدون کو واصل جہنم کرنا پڑا اور پھر اس مرتدہ کے اونٹ کی کونچین کاٹ
ڈالین اور اس شقیہ کا کام وہین تمام کر ڈالا پھر اس فتح کی اطلاع بذریعہ عریضہ
فتح نامہ کے حضرت خلیفہ رسول اللہ ابا بکر صدیقؓ کی خدمت بانہایت عظمت

مین کرنے کی اجرت نہین کر سکتا چونکہ ایک مشہور قصہ ہے لہذا یہان پر اسکے تفصیل کی ضرورت نہین ہے۔
جب لوگون نے متواتر آپکی شکایتین خلیفہ رسول کی جناب مین کین تو حضرت صدیق رض نے آپکو بلوا لیا۔ جب یہہ حاضر ہوئے اور حضرت صدیق اکبر کی خدمت مین سب واقعات مشتبہ کی حقیقت من وعن بیان کی اور آپکے شبہات کو دور کیا تو حضرت صدیق رض نے اون عذرات کو قبول فرمایا اور مالک کی دیت مانگنے والے بلوائیون کو اسکی دیت مین سنو اونٹ دیئے۔ اُن کے اموال اور قیدیون کو واپس کر دیا غرض خالد جب دربار حضرت صدیق رض سے باہر نکلے تو وہان حضرت عمر رض جو باہر تشریف رکھتے تھے خالد رض کو دیکھکر اوٹھ کھڑے ہوئے اور پکارا کہ یا ابن ام جمیل ادھر تو آ۔ مگر خالد رض نے کچھہ جواب نہ دیا اور چلے گئے اسکے بعد خلیفہ رسول اللہ نے بنی حنیفہ کی تنبیہ کے واسطے خالد رض کو یمامہ کے طرف روانہ فرمایا ثابت بن قیس کو گروہ انصار کا امیر مقرر کر کے سب کے ہمراہ کر دیا اور پھر خالد رض نے تمام مرتدوات کی جماعتون کو زیر و زبر کر کے جزیرۂ عرب کو شرک وارتداد کی پلیدی سے پاک کر دیا۔

مسیلمہ کذاب اور جنگ یمامہ

حضرت صدیق اکبر رض نے پہلے عکرمہ بن ابی جہل اور شرجیل بن حسنہ کو بھی بنی حنیفہ کے جنگ کے لئے بھیجا تھا۔ مگر یہہ لوگ قلت فوج کیوجہ سے خالد رض کی آمد تک ٹھہرے غرض یہہ آگئے اور ادھر مسیلمہ بھی (۴۰) ہزار فوج سے مستعد ہو گیا۔ آخر طرفین مین جنگ شروع ہو گئی اور ابتداً کفار کے حملے نہایت سخت ہوئے یہان تک کہ دشمن خالد رض کے خیمہ مین گھس گئے اور چاہا کہ آپکی بی بی ام تمیم کو مار ڈالین مگر داعہ جو آپکا قیدی تھا اوس نے منع کیا اور کہا مین نے اسکو پناہ دی ہے

یہہ سنکر وہ لوگ لوٹ گئے۔ اس عرصہ مین رحال بن عنفوہ جو مسیلمہ کا مشیر کار تھا زید بن خطاب رضی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ پھر مسلمانون نے متفق ہوکر سخت مقابلے اور حملے کئے اور کذاب کے لشکر کو خوب خوب ہزیمتین اور شکستین دین مگر یہہ جنگ بہت سخت تھی بارہ سو جوانون کا نقصان ہوا جن مین (۳۶۰) مہاجرین اور (۳۰۰) انصار تھے اور خاص صحابہ رسول کریمؐ کی تعداد (۴۰) سے کم نہ تھی۔ لڑائی خوب گھمسان کی ہو رہی تھی اور خالد شیر غران کی طرح لشکر کفار پہ حملے کرتے ہوے اور مارتے ہوئے مسیلمہ کے قریب ہو چکے تھے کہ اسکو قتل کرین مگر ایکو خاطرخواہ اسکا موقع نہ ملا پھر آپ صفون کو چیرتے ہوئے میدان مین آگئے اور مبارز طلب کیا اوسوقت آپکا رجز یہہ تھا۔ انا خالد بن ولید انا ابن عامر و زید یعنی مین خالد ہون بیٹا ولید کا اور مین فرزند ہون گردن کی رگ کاٹنے والیکا۔ پس جو آپکے مقابل ہوتا اوسکا کام اوسیوقت تمام کر دیتے اوس روز مسلمانون کا شعار تھا۔ یا محمداہ ۱۔ آخر الامر فتح مسلمانون کے ہاتھ رہی۔ اور مسیلمہ کے لشکر نے ایک حصار مین پناہ لی اور دروازہ بند کرلیا جب موقع مسلمانون کو اندر داخل ہونیکا نہ ملا۔ تو براء بن مالک نے کہا کہ اے مسلمانو! تم سب مسلمان مجکو اوٹھاکر اس سنگین حصار کے اندر ڈالدو تو پھر مین کفار سے سمجھ لیتا ہون انشاء اللہ تعالی غرض ایسا ہی کیا کہ آپکو ڈہال پر بٹھاکر اوسکو نیزہ سے بلند کرکے حصار کے اندر پھینک دیا۔ بہادری ہو تو ایسی ہو۔ براء نے اندر داخل ہوتے ہی دربانونکو پہلے قتل کیا اور پھر مسلمانون کے لیے حصار کا دروازہ کھولدیا۔ براء بن مالک کو اوس روز قریب (۹۰) زخم کے لگے تھے۔ پھر تو کفار بہت قتل ہوے۔ جبیر بن مطعم کے غلام وحشی بن حرب نے سانگ سے مسیلمہ کو چھید ڈالا کہ باہر نکل گئی۔ پھر ابودجانہ سماک بن

بن قریشیؓ نے دوڑکر اوسکا سر کاٹ لیا۔ جب خالدؓ نے مسیلمہ کی لاش کو دیکھا تو
تو ایک کریہ منظر حقیر۔ پست قد سیاہ رنگ پتلی پنڈلیان والا شخص تھا۔ خالدؓ
نے کہا کہ فیحکم اللہ تعالی تم کس طرح اس بدترین کے تابع ہوے تھے۔ اوسکی
عمر ایک سئو چالیس برس کی تھی۔ یہ لڑائی ۱۱ھ و ۱۲ھ کے مابین واقع ہوئی
زید بن خطاب حضرت عمرؓ کے بھائی بھی شجاعت کی داد دینے کے بعد شہید ہوئے
اور ابو حذیفہؓ بھی شہید ہوئے۔ مسلمانون کا اس کذاب کے سبب سے اسقدر سخت
نقصان ہوا کہ مدینہ منورہ مین شاذ مکان ایسا بچا ہوگا کہ جس سے رونے کی آواز
نہ آئی ہو۔ اس کے بعد خالدؓ نے سردار مجاعہ کی لڑکی سے نکاح کیا اور یہہ خبر حضرت
صدیق اکبرؓ کو پہونچی تو آپؓ نے ایک خط خالدؓ کے نام اس مضمون کا لکھا کہ تم فارغ البال
ہوکر عورتون سے نکاح کرنے بیٹھ جاتے ہو حالانکہ تمہارے خیمے کے گرد مسلمان زخمی پڑے
ہوے ہین اور ہنوز اون کے زخم اچھے نہین ہوے۔ غرض تم میرا خط دیکھتے
ہی اپنا لشکر لیکر عراق کیطرف روانہ ہو جاؤ۔ حضرت خالدؓ نے جب یہہ خط پڑھا
تو کہا کہ مین جانتا ہون کہ یہ عمرؓ کا کام ہے۔ غرض اوسیوقت خالدؓ عراق کیطرف
روانہ ہوگئے۔ اور اسلام کا لشکر اونکی مدد کے لئے آنکر شامل ہوگیا۔ جب خالدؓ
اوس سرزمین پر اُترپڑے۔ ابن صلوبا حاکم و نائب جو کسرای کیطرف سے تھا۔
اپنا لشکر لیکر آپ سے مقابلہ کیا اور ہزیمت پاکر بھاگا۔ اور رجب کے مہینے مین ایک کروڑ
دینا پیش کرکے صلح کرلی اور بہت سے موضع مسلمانون کے تحت و تصرف مین آگئے
پھر وہان سے خالدؓ حیرہ کی فتح کے لئے بڑھے۔ یہانکا حاکم کسری کیطرف سے۔
حیرہ مین ایک اور سردار تھا مسلما ابن عمر ابن عبد المسیح بن حیان بن نفیلہ تھا۔ جو
متنصرہ عرب تھا اوس نے پھر آپکا مقابلہ نہ کیا نہ مسلمان ہوا ہین دو لاکھ نود
ہزار درہم پر صلح کرلی۔ اور یہہ اول جزیہ ہے جو دیار عجم سے حضرت صدیقؓ

کے پاس آیا۔ اِس کے بعد خالدؓ نے کسریٰ اور اوسکے امرا کو دعوۃ اسلام کا نامہ لکھا۔ کہ اگر اسلام قبول نہ کرو تو جزیہ میرے پاس بھیجو اگر یہہ بھی منظور نہ ہو تو لڑنے کو مستعد ہو جاؤ پھر جسکو خدا فتح دے۔ الملک و العزۃ للہ رب العالمین۔

شاہ ایران نے اسکے جواب مین جنگ کی تیاری کردی اور ہرمز نامی ایک پہلوان پیلتن جوان کو اپنا نائب اور امیر لشکر بنا کر روانہ کیا۔ خالدؓ نے سر میدان جب مبارز طلب فرمایا۔ یہی ہرمز پہلوان نائب کسریٰ۔ عربون کی چھوٹی سی فوج کو حقارت سے دیکھتا ہوا کمال غرور و تکبر سے آگے بڑھا۔ ادھر خالدؓ نے معمولی ڈانٹ ڈپٹ کے بعد اس پیلتن جوان کے سرنا پاک کو بے تکلف بھٹے کیطرح اوڑا کر لشکر عجم مین پھینک دیا۔ پھر دونون لشکرون مین خوب لڑائی ہوئی اور عجمی شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ ہرمز کا مرصع تاج اور ایک ہاتھی پکو غنیمت مین ہاتھ آیا خالدؓ نے مال غنیمت کا خمس مع تاج و ہاتھی کے مدینہ منورہ بھیجدیا

اسکے بعد شاہ ایران نے ایک شاہزادہ کے ماتحت ایک بہت بڑی فوج پھر بھیجی مگر وہ بھی شکست پاکر پسپا ہوگئی۔ اب شاہ ایران بیدار ہوا۔ ایک اور فوج بھرتی کرکے مشہور جنرل بہمن کے ماتحت عربون کے مقابلہ کے لئے بھیجی مگر خالدؓ کو خدا کے فضل سے پے در پے فتح حاصل ہوتی رہی آپنے دشمنان خدا کے لہو کے دریا بہا دئے اور حیرہ کا محاصرہ کرلیا۔ اہل حیرہ نے محاصرہ سے مجبور ہوکر جزیہ پر صلح کرلی۔ پھر تو مسلمان ان کے جان، مال کے ذمہ دار ہوگئے۔ اور عیسائیون کے مراسم مذہبی سے کوئی تعرض نہ کیا بلکہ انکی محافظت کی اور حضرت خالدؓ حیرہ کو اپنا صدر مقام قرار دیکر ایک سال تک وہان مقیم رہے حیرہ سے فارغ ہوکر خالدؓ نے انبار اور عین التمر کو فتح کیا اور عجم کی فوج کو اور عرب کی بنی بکر اور بنی عجل اور بنی تغلب کے ملے ہوئے لشکرون کو بڑی بہادری

سے مغلوب کیا انبار کو صلح پر چھوڑ دیا اور عین التمر کی لڑائی مین عقبہ ایک عرب سردار کے سر کو خالدؓ نے بڑھ کے بغل مین دبالیا اور کھینچ کر گھوڑے پر سے اٹھالیا اور اسیطرح اوسکو اپنے لشکر مین لے آئے یہی دشمن کی شکست کا دیباچہ تھا۔ خالدؓ اور عیاضؓ ایک ہی وقت مین حیرہ پہونچنے کیواسطے چلے تھے۔ خالدؓ تو توقع سے زیادہ کام کر چکے۔ مگر عیاضؓ دومۃ الجندل مین صرف دشمن کا محاصرہ کئے ہوئے ناکام پڑے ہوئے تھے اس لئے اونکو حیری خالدؓ کا انتظار کرنا پڑا۔ خالدؓ نے اپنے ایک بہادر افسر قعقاع کو حیرہ پر مقرر اور دوسرے مقامات مفتوحہ کو سپرد کر کے ریگستان مین سے گذر کر دومۃ الجندل کو روانہ ہوئے اکیدر اور جودی دومۃ الجندل کے سردار تھے بنی کلب و بنی غسان جنکا سردار جبلا لاعیسائی بادشاہ والی بصرہ تھا اور اور عرب کے قبایل بھی اونکی امداد کے لئے جمع تھے خالدؓ کی آمد آمد سنکر سب کے چھکے چھوٹ گئے۔
بقول سر ولیم میور کے خالدؓ کی پر شوکت بہادرانہ آمد نے صورت حال کو تبدیل کر دیا جنکا نام ہی فوت کا برج تھا۔ (دی خلافت صفحہ ۶۱)
اکیدر جسکی دل مین خالدؓ کی شجاعت کی دہاک بیٹھی ہوئی تھی۔ کیونکہ سابق مین آپ کے ہاتھون وہ قید ہو کر مدینہ گیا تھا بس گھبرا گیا اور راہ مین وہ گرفتار ہو گیا۔ جودی اور اسکے اعوان کے ساتھ سخت لڑائی ہوئی مگر وہ سب ہزیمت پاکر فرار ہو گئے۔ جبالا۔ بصرہ۔ کو بھاگ گیا۔ کہتے ہین کہ جہان قیام خالدؓ نے دختر جودی سے نکاح کیا۔ میدان جنگ بھی اس تلوار کے دھنی کے حق مین عروسی خلوۃ خانہ تہا لیکن حیرہ کے افواہون نے اونکو بخت بیٹھے ندیا۔ ہر چند کہ قبایل عرب نے خالدؓ کو غیر حاضر پاکر شرارتین شروع کی تھین مگر اس اثنا مین خالدؓ کا واپس آنا تھا کہ سب کے ہوش اڑ گئے۔ اب انکو تین پانچ کرنیکا موقع نہ رہا۔ شکست کا یقین

ہو گیا۔ مگر باین ہمہ یہہ بے دل فوجون کے دل کے دل قلعونکی پناہ لیکر بیٹھتی
آخر خالدؓ نے ان سب کو فاش شکستین دین جن مین خصوصاً۔ حافر اور فراض کی
جنگین مشہور ہین۔ جنکی تفصیل کی گنجایش نہین ہے۔
ہر چند کہ بظاہر بے اطمینانی تو تھی مگر میدان دشمنون سے خالی نظر آیا۔ حج کا موسم
تھا اس لئے جوش دینداری نے خالدؓ کو ادا ے فریضۂ حج پر آمادہ کیا یہہ جری
آدمی تو تھے ہی۔ نہ کوئی بدرقہ ساتھ لیا نہ کوئی فوج۔ بس تن تنہا او نٹ کمڑے
ہوئے اور سیدھے مکہ معظمہ پہونچے اور گمنام معمولی آدمی کیطرح حج کر کے واپس
تشریف لے آئے۔ اسکی خبر جو کسی طرح سیدنا امیر المومنین عمرؓ کو پہونچی تو آپ نے
کمال محبت سے اس بے احتیاطی پر ملامت اور سرزنش فرمائی۔ اور بات بھی
واقعی تھی کہ ایسا نامی جنرل جسکی حرکات اور جنبشون پر دشمن تاک لگائے
بیٹھے ہون ایسی جرأت اور بے احتیاطی کو کام فرمانا کوئی دلگی نہ تھی۔ اور عیب
بینون کو آپ پر طعن کرنیکے لئے یہہ بھی ایک بہانہ مل گیا۔ استغفر اللّٰہ العظیم۔
اور بعض کوتاہ بین آپکی داد و دہش پر جو عرب کے عالی خاندان سردارون کی
اور امرا ے جلیل القدر کی فطرۃ ہے۔ اور آپ کے نکاح کرنے پر طعن کرتے ہین
مگر یہہ نہین سوچتے کہ کیا جہان قہرمان خالدؓ کے سوا کوئی اور اشجع قوم ایسا جری
تھا کہ جسنے میدان جنگ کو حجلۂ عروسی بنایا ہو۔ ایسے مواقع پر جہان ہر وقت
جسم و جان وقف شہادت ہو۔ جینے کے لالے پڑے ہون۔ دشمنون کے مقابلہ
مین بہ کمال تمناے شہادت ہمیشہ سر بکف رہے اور پھر ایسی حالت مین اسکو
اپنی شادی کا بھی سوجھے یہہ تو ایسے بہادر تلوار کے دھنی کا وصف خاص ہے
جسکو ایسے موقع پر بھی اطمینان قلب بدرجۂ کمال حاصل تھا۔ جو شہادت کی
خوشی اور شادی کی مسرت کو مساوی رتبہ تصور فرماتا تھا۔ یہہ تو قابل تعریف اور

تعجب خیز بات ہے کہ کارسے دارد نہ کہ اوس پر طعن کرین۔ حالانکہ آپ اِس وقت
شعر کے مصداق تھے ؎ حدیث کربلا در گوش دارم ✤ سرِ میدان کفن بر دوش دارم
حضرت صدیق رضؓ اور حضرت عمرؓ کی ہدایتین اور مصالح پر مبنی تھین جسکو آج ۱۳۰۴
برس کے بعد لوگ کیا سمجھین۔ بہرحال صحابہ کرامؓ کے نسبت ادب ملحوظ رہنا چاہیے
ورنہ ایمان کا خدا ہی حافظ ہے۔ ۱؎

ایک روز کوئی ست رگ امیر کسی فقیر کی ملاقات کو گیا تھا۔ فقیر نے اپنی غذا معمولی
مین سے بچا بچایا تلچھٹ اوس امیر کو بھی دیا۔ اوس کے کھا لینے سے اوس امیر کی
تمام شب بیداری اور محبوبہ کی ہم کناری مین گذری امیر اوس فقیر سے بدظن
ہوا کہ صرف تلچھٹ مین میری یہہ حالت ہوئی تو فقیر کے لیل و نہار کا کیا عالم
ہوگا۔ دوسرے دن جب پھر فقیر سے ملاقات ہوئی تو کشف باطن سے اونھون نے
اوسکے دلی خدشہ کو جان لیا اور اوس ذہور اقدح لو اضع کیا۔ مگر کچھہ مصنوعی طور
پر اظہار غم بھی کیا۔ اور فقیر نے اوس امیر سے کہا کہ بابا جو کچھہ عیش و عشرت کرنا ہو
آج ہی کرلے کہ بس صرف آج ہی کی شب تیری زندگی مین باقی ہے۔ فقرا سے
عموماً اعتقاد تو ہوتا ہی ہے۔ امیر جو گھر آیا تو نہایت متفکر اور رنجیدہ رہا عیش و عیاش
کے خیالات گاؤ خورد ہوگئے۔ جب اللہ اللہ کرکے رات کانٹون پر کٹی۔ اور
پھر صبح کو شاہ صاحب کی خدمت مین بھلے چنگے قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے
تو فقیر نے دور ہی سے پوچھا۔ کیون بابا کہو رات کیسی گذری؟ بھلا یہہ کیا کہتے
ادب سے سر جھکا لیا۔ پھر شاہ صاحب نے کہا۔ دیکھو ایک ذرا سی بات جو ایسی
یقینی اور لازم حال ہے کہ جسکے اثبات کے لئے کوئی دلیل کی ضرورت نہین ہے

۱؎ اِس موقع پر میرے ایک دوست مولوی احسن علیخان صاحب کی بیان کی ہوئی ایک نقل یاد آگئی
جو نہایت برمحل ہونیسے ہدیۂ ناظرین ہے۔

مین نے تمکو یاد دلادی تو تمام شب ہیبت و بیقراری مین کٹی بھلا آنکھون پھر جسکے آنکھون مین موت پھرتی رہے۔ دنیا کے مرنے اوسکے حق مین کیونکر نہ ہیچ ہون گے امیر پر اس تقریر کا اثر ہوا اور اپنے خطا کی معافی چاہی۔ شاہ صاحب نے کہا کہ بابا آئندہ سے فقیرون سے بدگمان نہ ہونا۔ اور فرصت کو غنیمت جان کر کچھہ وہان کے آرام کی فکر کرلو۔ ع زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند۔ لہ خدا حافظ پس حضرت خالدؓ پر طعن کرنے والے ارباب رائے ذرا غور سے اس واقعہ کو ملاحظہ فرمائین۔ اور یقین جان لین کہ خالدؓ کا سا یقین اور توکل اور جہاد ردل سب کو نصیب نہین ہوسکتا۔ یہہ ایک خاص نعمت ہے جسکو خدا نصیب کرے۔

شام

اب ہم حدود عراق اور سواد کو چھوڑ کر شام کے طرف متوجہ ہوتے ہین۔ سب سے پہلی فوج خالدؓ بن سعید کی ماتحت بھیجی گئی اس فوج مین کم سے کم ایک ہزار صحابی رسول کریم ؐ شریک تھے جنمین خاص تین سو اہل بدر تھے۔ افواج شام کی شکستون کی پے درپے خبرون سے ہرقل کے ہوش اوڑ گئے تھے لیکن اسنے حمص مین آکر ایک بہت بڑی فوج کے چار حصے عرب کے حملون کو روکنے کو لئے روانہ کئے۔ سب سے بڑا حصہ نوے ہزار سپاہیون کا اپنے بھائی تھیوڈور کی ماتحتی مین روانہ کیا مسلمان بھی اپنی متفرق طاقتون کو ایک جا جمع کرنے لگے اور دریائے یرموک کے کنارون پر اپنا پڑاؤ ڈالا اہل شام بھی دامن کوہ مین جا پڑے۔ غرض باہم لڑائی شروع ہوگئی اور اسی حالت مین دو مہینے گذر گئے مگر کوئی نتیجہ نہین نکلا۔ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ رسول اللہؐ تردد کی حالت مین تھے۔ آخر کار حضرت عمرؓ کے مشورہ سے یہہ قرار پایا کہ خالدؓ بن ولید کے فتح مندبازون سے کام لیا جائے اور ان کے خدمات فی الحال عراق سے شام کو تبدیل

تین ہزار آدمی شہید ہوے اور بے شمار لوگ زخمی ہوئے۔ ابوسفیان کی آنکھ مین تیر لگا اور ضرار سخت زخمی ہوئے۔ اہل شام فرار ہوے بے حساب غنیمت مسلمانون کے واسطے چھوڑ گئے جن مین تیس ہزار ریشمی سراپردے تھے۔ ہر ایک سپاہی کا حصہ پندرہ سو دینار سے کم نہ تھا اس فتح کا یہہ اثر ہوا بقول سر ولیم میور کے دربار شام اور اہل شام خوف سے متوحش اور بیقرار ہو گئے۔ شام کی قسمت کے فیصلہ پر گویا مہر لگ گئی تھی۔ اب بغیر ایک ضعیف مخالفت کے ان مین کوئی دم باقی نہین رہا یعنی انکے زور قوت کا بالکل خاتمہ ہو گیا اس فتح کی تاریخ ماہ رجب ۱۳ھ روز شنبہ مطابق شروع ستمبر ۶۳۴ء تھی۔

حضرت ابوبکرؓ خلیفہ رسول اللہؐ کی وفات۔ اور حضرت امیر المومنین عمر رضہ کی خلافت

خالدؓ کو میدان جنگ مین مدینہ کے قاصد نے جو خط لا دیا اور آپ نے پڑھ کر اوسکو اپنی ترکش مین ڈال دیا تھا اوس پر حضرت عمرؓ کی مہر تھی کیونکہ ابوبکرؓ کی وفات کی اوس مین خبر تھی۔ مگر خالدؓ نے ایسے نازک وقت مین دوراندیشی سے کام لیا۔ بلکہ آپنے اپنی عالی ظرفی کا ثبوت دیا یعنے باوصف اس کے کہ آپ کسی مصلحت پر نہ صرف ایک جامع امارت سے علیحدہ کئے گئے تھے مگر آپ کی قومی حمیت اور جوش اسلام اور دینی اشاعت کے ادمنگون مین کوئی فرق نہ آیا آپ ویسی ہی جان نثار رہے۔ کہ جیسے اس سے پہلے تھے۔ حضرت عمرؓ کا سب سے پہلا کام ایک نئی فوج تیار کر نیکا تھا۔ لیکن بقول سر ولیم میور کے ایرانیون کا کچھہ ایسا رعب لوگون پر چھا گیا تھا۔ کہ کوئی شخص بہ طیب خاطر فوج مین داخل ہونے پر آمادہ نظر نہ آیا۔ اس سے ظاہر تھا کہ خالدؓ کے باقبال اور رفیع مند سایہ کے نیچے لشکر عراق

سے او عہدہ جانے سے لوگون کے دل نہین جمتے تھے۔ کیونکہ آپ تن تنہا ہزارون کے مقابل
تھے اور آپکا وجود ہی فتح وکامیابی کی کامل ضمانت تھی۔ غالباً اسی بے دلی کے سبب سے
لوگ مشکور نہین کرسکتے تھے جس کی غلطی سے یہ تعبیر کیجاتی ہے کہ خالدؓ کو عہدہ امارت سے
معزول کردینے کی وجہ سے لوگ دل شکستہ ہوگئے تھے (طبری) اور لوگ تیار بھی ہوتے
تھے تو شام کی فوج مین شامل ہونے کے لئے۔ اس لئےکہ وہان خالدؓ موجود تھے
غرض شام مین ہم اسلام کے فتحمند لشکر کو یرموک کے کنارون پر غنیمت بے شمار کی
تقسیم کرنے مین مصروف چھوڑکر آئے ہین۔ اور اب اس امر کا بیان کرنا ضروری ہے۔ کہ
سیدنا امیرالمومنین عمرؓ کا پہلا کام افواج شام کے لئے ایک مستقل سپہ سالار مقرر کرنا
تھا۔ چنانچہ آپ نے اوس خط مین جو عین جنگ مین خالدؓ کو پہونچا تھا اسی انتظام جدید
کے احکام صادر فرمائے تھے کہ امین الامۃ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح امیر اعظم لشکر اور
خزانہ وغیرہ ہون اور خالدؓ بدستور فوج کے جنرل تو رہین مگر حضرت امین الامۃ
کے تحت حکم کام کرین مگر عوام کا یہ خیال کہ امیرالمومنین عمرؓ نے خالدؓ کو لشکر شام کی
امارت سے ایک لخت موقوف کردیا۔ بالکل غلط ہے۔ اس کے علاوہ بعض ادر
واقعات کو بھی غیر محقق بازاری گپ شپ والون نے نہایت ایسے لون مرچ لگاکر
بیان کیا ہے کہ اس سے امیرالمومنین عمرؓ اور خالدؓ مین خواہ مخواہ کی ایک نااتفاقی رنجش
کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ ہمارے شیعی مورخین کے ڈھکوسلے ہین جنکو صاف دل سیدھے
سادھے سنی لوگ سمجھتے نہین یاد رکھنا چاہئے کہ اگر صحابہ مین رنج تھا تو للہ تھا اور
محبت تھی تو للہ تھی اُن قدسی صفات پاک نفوس مین ہماری طرح اغراض نہین
نہین ہوتی تھی۔ اگر مسلمان پیغمبر خدا کی فطرت کی فلاسفی اور پھر آپ کے اثر نسبت
اور فیض صحبت کی حقیقت سے واقف ہون تو ہرگز صحابہ رسولؐ کی نسبت ایسے غلط
خیال قایم نہ کرین گے۔ یہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ کے صحابہ کی نسبت بدظنی رکھنا

گویا دوسرے لفظون مین یہہ کہنا ہے کہ آپکے صحابہ آپکی فیض صحبت سے کچھہ بھی متاثر نہ ہوئے - یا تو جیسے تھے ویسی ہی رہے یا اوس سے بدتر ہوگئے مسلمانو! ذرا مخالفین کا بھی خیال رکھو کہ صحابہ کی برائیون کے ثبوت مین کہین رسول نیند تیر مخالفین منہ نہ آئین - یہہ ہماری جہالت اور بدبختی کا سبب ہے - ورنہ واقفین فطرۃ رسول اللہ اور آپکے اثر صحبت کی حقیقت جاننے والے ہرگز صحابہ سے بدظن ہو نہین سکتے اس لئے کیا معنی کہ رام اور کرشن کے فیض صحبت سے تو جانور تک انسان بن جائین - گرو نانک یا بدھا تک کے فیض صحبت و تعلیم سے آدمی ملک بنجائین مگر جلیل القدر پیغمبر عرب خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین جنکا رتبہ ہے ع - بعد از خدا بزرگ ہین داورین ہین وہی!! اسکے جلیل القدر صحابہ آپکے برسون کی رفاقت تعلیم و تربیت اور اثر صحبت سے کچھہ متاثر نہ ہوئے - بلکہ آپکے بعد بقول ہمارے شیعی کلمہ گو بھائیون کے کوئی تو مرتد ہوگیا اور کوئی کافر!!! - اسے معاذ اللہ معاذ اللہ مسلمانون نے رسول خدا کی کیا عزت کی ہے کہ آنحضرت نے جنکو جنت کی بشارت سے سرفراز فرمایا تہا اونکو بھی جھٹلویا اور عشرہ مبشرہ کی بشارتون کو اپنے ذاتی جھوٹ سچ منافقانہ وعدون کے مانند سمجھا - اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - آفرین ہے مسلمانون کے ایمان پر!! ایک ہندو واریہ فاضل نے اسی طرح کی تقریر سے مجھکو بند کرنا چاہا اور کہا کہ مسلمانون کے قول سے تمہارے نبی کے اقوال و افعال قابل اعتراض ٹھیرتے مین - نبی ہوکر تقیہ کیا اور لوگون کو جنت کی بشارتین سنانا کچھہ کام نہ آیا کیونکہ بعض مشہور کتابون مین ہم نے دیکھا ہے کہ سوائے علی کے سب صحابہ مرتد ہوگئے تھے - پس اگر تمہارے پیغمبر سچے رسول ہوتے تو ایسے بے اثر نہ ہوتے - مین نے ان کے جواب مین کہا کہ سخت افسوس کی بات ہے کہ آپ مناظرہ کے لئے تو تیار ہوئے مگر اب تک مسلمانون کے مذاہب متعددہ سے آپکو خبر ہی نہین - اوس نے تعجب سے کہا کہ ایک اسلام اور اتقدر

متعدد مذاہب!!! مین نے کہا کوئی تعجب کی بات نہین کہ سب مذاہب کا یہی حال ہے
کچھ یہہ اسلام ہی پر موقوف نہین - غرض ایک طول تقریر کے بعد مین نے کہا کہ جو مذہب
صحابہ رسول علیہ السلام کا تھا وہی مذہب اہل سنت کا ہی لہذا یہی مذہب حق ہے - اور یہہ دوسرے
ضال و مضل شاخین جو بعد نکلی ہین یہہ سب فی النار ہین - اور ہمارے پیغمبر برحق
کے نسبت جو کچھہ کہ آپ نے دیکھا ہے وہ کسی گمراہ ضال مذہب کی کتاب ہوگی - رسول
خدا کی تعلیم و تربیت اور فیض صحبت کا تو کیا کہنا ہے - ہم صرف اُس شخص کو جسنے بحالت
ایمان رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہو صحابی کہتے ہین اور ہم اہل حق کے پاس صحابی کا وہ
مرتبہ ہے نہ اوسکو کوئی قطب پہونچتا ہے نہ ولی نہ غوث ناظرین معاف فرمائین کہ
نبی و رسول کی حقیقت اور پھر انکے حوارئین و صحابہ پر اون کا اثر وغیرہ کے باب مین
ایک جداگانہ رسالہ پیش کرونگا - مجھکو اسوقت خالد رض کے حالات لکھنے مین القصہ
یہہ خیال کرنا کہ امیر المومنین عمر کو خالد رض سے کوئی رنجش ذاتی تھی اس لئے آپ نے
اون کو محض خلیفہ ہونے کے معزول کیا واقعہ کے خلاف ہے - ایسے کمینہ پن کے
خیالات خلیفہ رسول اللہ کے ہو نہین سکتے - محقق مورخین نے وہی لکھا ہے
کہ جو مین نے درج ہذا کیا ہے - تمام مورخ اس بات پر متفق ہین کہ یرموک کی
لڑائی مین خالد رض نے ایک دن فوج کے لئے جدا جدا افسر مقرر کئے اور ہر شخص
باری باری سے اعلے حاکم صاحب اختیار بنا رہا - جنمین خود بھی خالد رض پہلے دن
سپہ سالار ہوئے تھے - اور حضرت امیر المومنین عمر کے حکم کے بعد بھی خالد رض ہی فوج
کے سپہ سالار ہوتے رہے - وہ غالباً عراق کی سپہ سالاری کی معزولی تھی نہ کہ
شام کی - حضرت امیر المومنین عمر رض کے اس انتظام سے آپکی انتہا درجہ کی دور
اندیشی - خدا ترسی - حسن تدبیر - ملک داری کی قابلیت - انصاف پسندی
اور خلق اللہ کی ہمدردی کا مادہ جو خدا نے آپکو عطا فرمایا تھا - ظاہر ہوتا ہے

خالدؓ بے نظیر بہادر اور جنگ جو جری تو تھے ہی مگر بے پروا سخی اور بے احتیاط بھی تھے گو یہہ حد درجہ توکل کے سبب سے ہو۔ مگر امیر المومنین عمرؓ ایسا ایک متین۔ ثقہ۔ بردبار۔ اور رضاے خالق کا اوٹھانیوالا۔ اور مخلوق کے برے بھلے کا پیش خدا ذمہ دار حاکم بااختیار کیونکر جایز رکھے کہ خالدؓ اسقدر مطلق العنان۔ آزاد اور بے پروائی مین بسر کرے پس نہایت تدبیر سے کام لیا گیا کہ آپ کو امین الامۃ کی نگرانی مین رہنے کیلئے امر کیا گیا۔ اور یہہ وہ جلیل القدر صحابی تھے کہ خود خالدؓ انکا حد درجہ ادب و عزت کرتے تھے۔ غرض صرف عبیدہؓ ہی اس رتبہ کے شخص تھے کہ خالدؓ نے بہہ خوشی انکی اطاعت قبول کی اور کسی قسم کا ملال دل پر نہ لایا۔ داد شجاعت اور تابعداری مین نہایت جوش اور سرگرمی رہی۔ یہہ اسلام کا دراصل ایک کرشمہ تھا۔ اور اگر سچ پوچھو تو خالدؓ کی اس ماتحتی مین سواے انکی بے پروائیون کی روک کے خالدؓ کے رتبہ مین کوئی فرق نہ آیا۔ کیونکہ ملٹری اختیارات سے اب بھی وہی شام کے سپہ سالار تھے۔

الحاصل۔ سر ولیم میور کا بیان ہے کہ ابی عبیدہؓ بن الجراح نے خالدؓ کی دلدہی اور تسلی کے ذکر کرتے یہہ فرمایا کہ بھائی خالدؓ اس امر کا ہرگز ہرگز خیال نہ کرنا۔ کہ آپنے باتباع حکم امیر المومنین امارت کو میرے سپرد کر دیا۔ حالانکہ مین وہ ہون کہ حسب سابق آیندہ بھی ہر امر مین آپ ہی سے مشورت لونگا اور آپکے ہدایات پر پوری فرمان برداری کے ساتھ عمل کرون گا۔ خالدؓ نے کہا یہہ آپ کیا فرما رہے ہین کہ آپ جلیل القدر صحابی رسول کریمؐ اور ملقب بہ امین الامۃ ہین مین تو سابق مین بھی آپ ہی کو اپنا افسر سمجھتا تھا اور ہر امر مین بغیر مشورت آپکے کسی کام مین تقدیم نہ کرتا تھا مگر اب زیادہ تر حضرت امیر المومنین کی اطاعت اور آپکا اتباع کرنے کے لیئے موجود ہون۔ غرض اس گفت وشنود کے بعد

خالدؓ نے اپنی عمدہ ترین جنگی لیاقتون کو اشاعت اسلام اور قومی خدمتون مین صرف کیا۔ اور پھر بھی درحقیقت سپہ سالار شام گویا وہی تھے اور امین الامتہ کا وہی سلوک آنکے ساتھ رہا جو سابق مین تھا۔ اس کے بعد مسلمانون نے یرموک کے میدان سے فارغ ہوکر شمالی ممالک کے جانب رخ کیا۔ اس اثنا مین خبر لگی کہ یونانیون کی شکست خوردہ اور پراگندہ فوج کی کچھ سپاہی فلسطین مین جمع ہوئے ہین وہ ایک مستقل لشکر بن گیا ہے۔ لہذا اسکی اطلاع امیرالمومنین کے خدمت مین کی گئی اور آپ ہی کے فرمان کے مطابق ایک مضبوط دستہ اسلامی فوج کا اوسکو روکے رکھنے کے لئے روانہ کرکے کامل لشکر اسلام دمشق کو بڑھ گیا۔ دمشق دنیا مین سب سے پرانا اور باعظمت شہر تھا۔ قیصر نے مسلمانون کے پہونچنے سے پہلے ایک بڑی فوج بھیجکر اوسکو مضبوط اور مستحکم کردیا تھا۔ اور خود جنگی انتظام کرنیکے لئے حمص مین بیٹھ رہا۔ مسلمان بھی ان متفرق افواج کے روکنے سے غافل نہ رہے۔ دمشق کو پہونچکر یونانیون کی کثیر فوجون کو ایسی شکست فاش دی کہ مجبور ہوکر آخر قلعہ بند ہوگئی اور مسلمان محاصرہ کئے ہوئے پڑے رہے۔ اس کے مغربی جانب امین الامتہ تھے اور مشرقی سمت پر جہان تہمان خالدؓ۔ اور صبح و شام چھوٹی چھوٹی لڑائیان بھی ہوتی رہین۔

اہل دمشق قلعہ مین اس انتظار مین بیٹھے رہے کہ موسم سرما کی ناقابل برداشت سردی کی تاب نہ لاکر مسلمان چل کھڑے ہون گے مگر مسلمانون نے اس قدرتی دشمن کا ایسا خیر مقدم کیا کہ موسمی جاڑے دن کی گرمیون ہی پالا پڑ گیا اور نہایت سرد مہری کے ساتھ ٹھنڈی سانسین بھرتے ہوے جاڑے پیچھے قدم ہٹ گئی پھر تو کیا پوچھنا تھا کہ موسم گرما نے نوجوان عربون کی رگون مین تازہ جوش

خون پیدا کیا اور وہ مکرر بڑی ہی سرگرمی اور حرارت اسلامی اور شدت سے
محاصرے مین مشغول ہوئے - اب دمشق کی امیدون کی بیرقین مایوسی کی ہوا
مین اوڑنے لگین - خالدؓ کی بن آئی - آپ نے امین الامتہؓ کو اطلاع کرکے
ایک بارگی ہلہ کردیا پھر خندق کو تیر کر او رکمند ڈالکر بہادران اسلام کو
شہر مین داخل کردیا - دروازے کھلنے اور صدائے تکبیر اہل اسلام کے بلند ہونے ہی
کی دیر تھی کہ فتح نے آگے بڑھکر مصافحہ کیا اور مبارکبادی اور یہہ شہر عین موسم
گرما ۱۴ھ مین فتح ہوگیا - اس معرکہ مین خالدؓ کی تلوار کبھی نہ رکتی اگر امین الامتہ
ایسے رحم دل سردار سے شہر کے لوگ صلح اور معاہدہ کرکے امان نپاچکے ہوتے
امین الامتہ ابو عبیدہؓ کا قصد تھا کہ دمشق سے سیدھے حمص کو جاکر خود ہرقل پر
حملہ کرین - مگر امیر المومنین عمرؓ نے منع فرمایا کہ جب تک یونانیون کی فوج عقب
مین رہے آگے نہ بڑھین - اسلئے یزید بن ابی سفیان کو دمشق کا حاکم مقرر کرکے
فلسطین کے طرف ہٹے اور یرموک کو دوبارہ عبور کرکے فحل مین جا ٹھہرے
یہان پر مسلمانون کو یونانیون کی اسی ہزار فوج سے مقابلہ ہوگیا آخر یونانیونکو
شکست ہوئی اور انکے فوجکا مار اگیا - سیف اللہ خالدؓ اور ضرارؓ کی جانبازیون
اور شجاعتون نے اِن مواقع پر عجیب عجیب کرشمے دکھلائے - اس فتح کے بعد
مسلمانون کا لشکر حمص کو جانیکے قصد سے دمشق کو لوٹ آیا - یہان ذوالکلاع
حمیری اپنے فوج کو لئے ہوئے دمشق کی حفاظت کرنے کیلئے شمالی جانب مین
پڑے ہوئے تھے یہہ بھی پھر مع فوج حمص کو جانیوالے لشکر مین شامل ہوگئے -
دمشق پر ایک اور دفعہ قسمت آزمائی کرنیکے لئے یونانیون نے دو فوجین لیکر
جن مین سے ایک فوجکا سردار ہرقل کا بھائی تھیوڈر تھا مسلمانون پر حملہ
کردیا - لیکن یہہ انکی صرف حرکت مذبوحی تھی - جسکا ثمرہ انکو یہہ ملا کہ یزید اور

سیف اللہ خالدؓ کے لشکر نے یونانیون کے لشکر کو گھیر کر پاش پاش کر ڈالا
اور دوسری فوج کو امین الامۃ ابو عبیدہؓ نے ایسا بھگایا کہ پھر وہ اس شخص
کے کسی حصہ مین جمع ہونیکے لایق ہی نہ رہے ۔

اب مسلمانون کا لشکر حمص کی راہ مین بعلبک کو فتح کرتا ہوا بغیر کسی مزاحمت
کے حمص مین داخل ہو گیا۔ لیکن ہرقل اسوقت یہان نہ تھا۔ انطاکیہ کو چلا گیا تھا
حمص کا محاصرہ بھی لشکر اسلام نے بہت طول عرصہ تک کیا۔ تمام موسم سرما
مین بھی مسلمان لڑتے بھڑتے رہے سردی نے انکا کوئی نقصان نہ کیا مگر آدمیون
کے اوس پڑے ہوئے دل گرمیون کے آنے پر بھی ٹھنڈے اور پژمردہ ہی
رہے آخر کار ہار مانکر صلح کی درخواست کی سیف اللہ خالد بن ولید ہر چند
کہ صلح پر راضی نہ ہوئے مگر رحم دل امین الامۃ ابو عبیدہؓ نے معمولی شرایط
صلح کو منظور فرما لیا۔

عبادہ کو حمص مین متعین کر کے مسلمانون کا لشکر شمال کو بڑھتا اور متعدد چھوٹے
بڑے شہر فتح کرتا گیا خالدؓ نے بڑھکر قنسرین کی فوج کو ایک شکست فاش
دی۔ حلب اور قیساریہ بھی فتح ہو گئے۔ اور ابو عبیدہؓ نے انطاکیہ کیطرف
رُخ کیا جو شمالی شام مین ایک عالیشان شہر اور دنیا کے بڑے دار الخلافون
مین کچھہ کم مشہور نہ تھا۔ یونان کی شکستہ فوجین وہان جمع ہو گئی تھین اور یہان
جیساکہ ضروری تھا ایک بڑی سخت لڑائی ہوئی یونانیون کا آخری چارہ صلح
کر لینے اور مسلمانون کی قوت کے سایہ مین پناہ لینے کا تھا ہرقل انطاکیہ چھوڑ
کر یکے بعد دیگرے وہ جس شہر مین گیا آخر اوسکو بھی چھوڑ دینا پڑا۔ کیونکہ حضرت
خالدؓ اس کی قضا کی طرح اُس کے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور فتوحات کو بھی
بڑھاتے چلے جاتے تھے۔ ہرقل آخر کار شام سے مایوس ہو گیا۔ اور حسرتگی

نگاہون سے اسکو دیکھتا ہوا اور ملک کو خیرباد کہتا ہوا ۱۵ھ مین قسطنطنیہ مین جا مقیم ہوا۔

شام کا ملک دریائے فرات سے ساحل سمندر تک فتح ہوگیا تھا اور تمام رعایا مسلمانون کی باج گذار اور پناہ خواہ ہوگئی تھی۔ اسی اثنا مین عمرو بن العاص اور شرحبیل بن حسنہ نے فلسطین کے بہت سے شہر فتح کر لئے تھے اور ویسی ہی کامیابی سے اس مغربی صوبہ کو زیر کرنے جا رہے تھے۔ بطریق ارطفول نے جو فلسطین کا حاکم تھا اپنی مضبوط فوج کے دو حصے کئے ایک کو یروشلیم کی حفاظت کے واسطے چھوڑا اور دوسرا حصہ جو پچاس ہزار سے کم نہ تھا ساتھ لیکر مسلمانون سے زور آزمائی کرنیکے واسطے اجنادین پر آپڑا۔ اجنادین کی جنگ جو یرموک کیطرح نہایت سخت لڑائی تھی ویسی ہی فلسطین کی قسمت کا بھی فیصلہ کرنے والی تھی۔ ارطفول شکست کھاکر اور اپنی قسمت کا فیصلہ کرکے یروشلیم کو بھاگ گیا اور عمرو بن العاص بھی ایلیا کے تمام شہر فتح کرتے ہوئے یروشلیم تک پہونچ گئے۔ ارطفول تو اجنادین پر شکست کھاکر پہلے ہی ہمت ہار چکا اور مارے دہشت کے لوٹ دم مصر کو بھاگ گیا تھا۔ یروشلیم یعنے بیت المقدس کے مقدس بطریق نے لڑائی کی تاب نہ لاکر صلح کی اور شہر کو مسلمانون کو حوالہ کر دینے کی خواہش کی مگر اس شرط پر کہ خود امیر المومنین خلیفہ دنیائے اسلام سیدنا عمرؓ شرائط صلح مقرر کرنیکے واسطے بہ نفس نفیس وہان پر تشریف لائین۔ حضرت عمرؓ اس کی اطلاع پاتے ہی تیار ہوگئے۔ اگرچہ بعض اصحاب بکمال محبت آپ کے جانے پر راضی نہ ہوئے مگر آپ نے کسی کی نہ سنی اور تن تنہا یروشلیم کو روانہ ہوگئے اور سیدھے جابیا مین جا پہونچے۔ یہہ سب سے پہلا موقع تھا کہ خلیفۂ اسلام نے حدود عرب سے باہر قدم رکھا۔ ۱۶ھ مین

فاضل اور غیر متعصب مورخین آپکے اس تن تنہا سفر کرنے پر سخت تعجب ظاہر کرتے ہین کہ اسلام کے روئے زمین کا خلیفہ اور ایسا سفر!!! ابو عبیدہؓ نے مع یزیدؓ اور خالدؓ آکے آپکا استقبال کیا - اور بطریق یوروشلیم کی جانب سے ایک سفارت شرائط صلح مقرر کرنیکے واسطے آئی صلحنامہ مرتب اور دستخط ہونے کے بعد اوسکو بطریق کے پاس لیگئے اوسنے بھی منظور کرلیا اور فوراً یوروشلیم اور رباطات وغیرہ کے دروازے کھولدیے گئے بعد تصفیہ امور ضروری وملی مراتب کے امیرالمومنین عمرؓ اوسیوقت بیت المقدس سے ۱۵ھ مین مدینہ منورہ کو واپس چلے گئے اور اس ورود مسعود پر اہل مدینہ کو نہایت مسرت ہوئی مگر آپکا دفعتاً چلے جانا اور اچانک واپس آجانا ایک ایسی حیرت انگیز بات ہے کہ سوائے مسلمانون کے دوسرون کو بمشکل اعتبار آتا ہوگا

اے ناظرین چونکہ مین صحیح واقعات کو قلمبند کررہا ہون شاعرانہ تک بندیون سے بچنا میرا فرض ہے اور اسکے واقعات کی صداقت مین جو لطف آتا ہے اوسکو وہی لوگ خوب جانتے ہین جو صداقت پسند ہین - لکھا ہے کہ خالدؓ کی بے نظیر شجاعت کی وہ دہاک بندھ گئی تھی کہ بڑے بڑے بہادر تلوار کے دہنی جب آپکا نام سنتے تھے تو ان پر ایک بیدلی اثر ہوتا تھا اور مقابلے کے لئے ایک پہلوان دوسرے پر ٹال دیتا تھا یہی حال ضرارؓ کی شہرت کا بھی تھا - خالدؓ کی آمد کی خبر سنکر کفار کی عورتین اور بال بچے رونا چلانا آغاز کرتے تھے علاوہ برین شہرت شجاعت نے کفار مخالفین اسلام کو آپ کی دیدار کا ازحد مشتاق بنادیا تھا -

واقعہ - چنانچہ حدیقۃ الاسباب مطبوعہ حیدرآباد صفحہ ۲۸۸ مین ایک واقعہ لکھا ہے کہ ضحاک بن حسان طائی جو آپ کے بہت مشابہ تھے جب بطورس کے مقابلے کے لئے نکلے تو رومیون نے یہہ سمجھ کر کہ آپ ہی

خالد بن ولید میں ایسا ہجوم واز دحام کیا کہ بطورس کے خیمہ کی رسیاں ٹوٹ
گئیں اور ایک بلوہ عام ہوگیا - اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ مبارزین نے جب سنا
کہ آپ خالد ہیں تو ان کے ہاتھوں میں رعشہ پڑگیا اور تلواریں گر پڑیں -
ناظرین خدا کے تئیں انصاف فرمائیں کہ کفار کی ریاستوں میں عموماً بطارقہ اور
پہلوانان نامی ہنرمند اپنے فن میں مشہور کرتب پھکیت نیزہ باز کشتی گیری
اور سرکاری وظیفہ یاب تھے کہ جنگ کے وقت کام آئیں اور اپنے جوہر فن
دکھلائیں اور وہ تھے بھی ایسے - کہ کوئی انکا مقابل ہی نہ تھا - مگر عربوں
کے تئیں بتلائے کہ حرب کی تعلیم و ورزش کے لئے کونسا مدرسہ تھا اور
انہوں نے کہاں تعلیم پائی تھی - یہ بیچارے تو مشہور قایم اللیل اور ہمیشہ کے
صایم النہار دبلے پتلے اور دنیا سے نفرت کرنے والے تھے - پیٹ بھر کے
روٹی کھانا تک انکے یہاں گناہ میں داخل اور تقوی کے خلاف تھا پھر ایسے دبلے لوگ بھوکے پیاسوں کا
نامی ہنرور پہلوانوں کا مقابلہ کرنا اور انکو بے تکلف مار لینا جیسے ایک باز چڑیا کا شکار کر لیتا ہے کسقدر
حیرت انگیز بات ہے میں تو اسکو اسلام کا صرف اعجاز سمجھتا ہوں جو حضرت نبی کریم کی مبارک صحبت کے
برکات سے انکو دی گئی تھی میں کچھ عقیدتاً نہیں کہتا بلکہ واقعات موجود ہیں جسکا جی چاہے دیکھ لے
حضرت خالد کی جانباز شجاعتوں کا خلاصہ مکرر عرض کرتا ہوں کہ قند مکرر کا لطف حاصل ہو -
مگر میں نے اسمیں بعضا کی مشہور لڑائیوں کا حال عمداً چھوڑ دیا ہے کہ جس میں خالد بحکم خاص امیر المومنین
حضرت عمر تمام لشکر فوجوں کے امیر العساکر مقرر ہوئے تھے یہ اسلئے کہ بعضا متبرک مقام جہاں بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ
رسول مقبول آسودہ ہیں اور وہاں پر ان حضرت کی جانبازیاں ایسی نہیں ہیں کہ سرسری طور پر انکا حال
لکھکر چھوڑ دیا جاوے مگر ہمارا قصد ہے کہ بعضا کے جنگ نامے حالات کے متضمن ہم ایک مستقل رسالہ علیحدہ
تالیف کر کے پیش کرینگے جسمیں خالد کی امارت اور واقعات شجاعت کا تفصیلی ذکر ہوگا انشاء اللہ تعالی -

اب ہے ترتیب واقعات - اس امر میں میں خود مجبور ہوں اسلیے کہ جن کتب سے کہ میں نے ان واقعات کو لیا ہے
خود ان میں تقدم و تاخر یا بالعکس و بے ترتیبی و تکرار وغیرہ کا نقص موجود ہے و لہذا امید ہے کہ میں معاف کیا جاؤں
الحاصل بعد وصال حضرت رسول مقبول کے خلیفہ اول صدیق رض اکبر نے خالد بن ولید کو
مرتدین کی تنبیہ و استیصال کے لئے مختلف مقامات پر روانہ فرمایا - کما مر
اسکے بعد آپکو مثنی بن حارثہ شیبانی کی مدد کے لیے عراق کو جانیکا حکم دیا
اور بقول بعض مورخین کے آپ یمامہ ہی سے امارت کا حکم حاصل کر کے

عراق عرب و عجم کے طرف متوجہ ہوئے - نائب کسریٰ یعنی
ابن صلوبا مغلوب ہوا اور صلح کی درخواست کی اس کے بعد حیرہ پہونچے
یہاں کا حاکم نائب کسریٰ مسمی قبیصہ بن ایاس طائی تھا - بعد جنگ کے
اس نے بھی صلح کر لی - اس کے بعد آبلہ فتح کیا - اس جنگ میں ہرمز پہلوان
نامی سے دست بدست مقابلہ ہوا - ہرمز کو آپ نے قتل کیا جسکا تاج ایک
لاکھ دینار کا تھا پھر اس کے بعد فاذن - مدار - ولیجہ - لیس - انبار عین التمر
و دومۃ الجندل حصید - مضیح - فراض - ارکہ - تدمر - حوران - سخنہ - قریتین
وغیرہ کو یکے بعد دیگرے فتح کیا - اس کے بعد آپکا تقرر شام کی امارت
پر ہوا - آپ عمرو رض بن عاص سے بصرہ میں جا کر ملے اور جنگ شام میں شامل ہو کر فتح عظیم
حاصل کی - یہاں سے دمشق گئے - بیت لہیا کی فتح ہوئی - آپ نے نامی
امراء و پہلوانان فوج مخالفین کو مثلاً عزرائیل و لیوزاد کلوص حمران صلیب
پرستوں کو قتل کیا - بہادر عرب ضرار رض کو قید سے چھڑا لیا - بولص و
بو بطرس کو مار ڈالا - پھر قوم عرب کے عصمتان نقاب پوش حیا پرور
و شجاعت فطرۃ و غیرت انجو سران ملایک منظر کو قید سے چھوڑایا - اسکے بعد جنگ
اجنادین ہوئی - شاہی و نامی مشہور پہلوان وردان کو قتل کیا - دوبارہ دمشق

کو آگھیرا۔ سعید بن آبان شہید ہوئے جو چند ہی یوم کے دولہا تھے
انکی دولہن نے جب یہہ خبر سنی جو ام ابان بنت ربیعہ تھین۔
تو آمادہ جنگ ہوگئین۔ اس جری دولہن نے ایک ہی تیر مین سردار لشکر
کفار توما کی انکھہ پھوڑ ڈالی پھر یرموک پر بڑی سخت جنگ ہوئی اس اثنا مین
مدینہ منورہ مین خلیفہ رسول اللہ حضرت صدیق اکبرؓ کا انتقال ہوگیا اور حضرت
امیر المومنین سیدنا عمرؓ اب خلیفہ مقرر ہوئے۔ تو خالدؓ کو دربار خلافت سے
امین الامتہ حضرت ابو عبیدہؓ کے تحت حکومت کام کرنیکا حکم ہوا۔ اسکے بعد خالدؓ
حمص پہونچے اور معرات دیر سمعان۔ حلب وبلاد عواصم کو فتح کیا اور پھر آپ نے
حمص۔ رستن۔ حمات اور شیزر والون نے صلح کر لی۔ قنسرین۔ بعلبک فتح الروم
مداین۔ پھر یرموک اور حمص پر فتح ہوئی۔ جنگ حمص کے بعد خالدؓ مدینہ منورہ کو
واپس تشریف لے گئے اور اسی ارض مقدس مین آپکا وصال ہوگیا
پس قرب وجوار مبارک حضرت رسول مقبولؐ سے سرفرازی نصیب ہوئی
الحاصل یہہ خلاصہ ہے حضرت خالدؓ کے واقعات مسلسل کا۔ اب ہم بعض
عجیب وغریب واقعات کو بھی جو متعلق آپکی شجاعت سے ہین بیان کیا جاتے ہین
جو فی نفسہ فوق الفطرت ہین۔

واقعہ اولین

جب خالدؓ کو حضرت صدیق اکبرؓ نے امیر مقرر کرکے براہ عین التمر شام کو جانیکا حکم دیا تو خالدؓ نے
ایک خط اس امر کی اطلاع کا لکھکر عامر بن طفیل دوسی کو دیا اور کہا کہ تم اسکو امین الامتہ
کو پہونچا دو۔ وہ یہہ خط لیکر شام کی طرف چلے تھے۔ دہوپ کا موسم راستہ
بے آب تھا۔ اور انہین تشنگی شدت سے تھی۔ انکو دور سے ایک چرواہا
کہ کچھہ پی رہا تھا شدت تشنگی تو تھی ہی۔ آپ سمجھے کہ وہ دودہ پی رہا ہے شاید وہ دودہ کی تواضع آپ سے کرے۔ اس خیال

خیال سے اوسکی طرف چلے گیا دیکھتے ہین کہ وہ شراب پی رہا ہے - اونھون نے
اسکو دھمکایا مگر اوسنے کہا کہ جناب عالی یہ شراب نہین ہے پانی ہے چاہیے
اوتر کر سونگھ لیجیے یہ سن کر آپ اترے اور سونگھنے کی غرض سے سر جھکایا ہی تھا
کہ اوس ملعون نے آپکے سر پر ایسی لاٹھی ماری کہ ہڈی ٹوٹ گئی اور بیہوش ہوکر
گر پڑے پس اوسنے موقع پاکر آپکو رسی سے باندھ لیا اور کہا کہ قیافہ سے
تم اصحاب ساقط سے معلوم ہوتے ہو - جبتک میرا مالک بادشاہ کے پاس سے
نہ آجاویگا تب تک تمکو نچھوڑونگا - اب خالد بن ولید کی غیبی امداد کا حال سنئے
کہ جب وہ ارعن سماوہ تک پہونچے پانی کے بندوبست کا حکم دیا - رافع بن عمیرہ
الطائی نے جو اوس سرزمین سے واقف تھے (۳۰) اونٹون کو سات دن پیاسا
رکھکر خوب پانی پلایا اور ہر منزل پر دس اونٹ ذبح کرکے پانی گھوڑون کو
پلاتے اور گوشت خود کھاتے رہے - اس طرح تین منزلین تو قطع ہوئین لیکن
دو منزلون مین پانی کے نہ ملنے کی وجہ سے لوگ قریب بہ ہلاکت پہنچے اسوقت
رافع نے باوجود آشوب چشم پانی کو بہت تلاش کیا اور ایک مقام پر پہنچکر
مسلمانون کو بتلایا کہ یہان کھودین پس کھودنا ہی تھا کہ پانی اوس مقام سے
ابلنے لگا - سب نے اللہ تعالی کا شکر ادا کیا - اور رافع کے ممنون ہوئے
اور کچھ پانی لیکر اون لوگون کے تجسس مین چلے جو مجبوری پیچھے رہ گئے تھے
اونکو پانی پلاکر ساتھ لیا اور کچھ دیر آرام لیکر تیزی سے چلے - یہان تک کہ مقام
ارکہ ایک منزل رہ گیا اوسیوقت ایک آبادجگہ نظر آئی مسلمانون نے جاکر دیکھا
کہ ایک چرواہا شراب پی رہا ہے اور ایک عرب سکین بندھا پڑا ہے اوسکی اطلاع
پاتے ہی حضرت خالد اوس جگہ پہنچے اور پہچانا کہ قیدی عامر بن طفیل ہین پہنچکر
اونکا حال دریافت کیا - اونھون نے سارا قصہ کہہ سنایا اور کہا کہ آج ابتک

تین دن ہوئے جب یہہ شخص شراب پیتا ہے تو بقیہ میرے منہ ڈالدیتا ہے یہہ سنکر
خالد بن ولید غصہ سے تھرا گئے اور ایک ضرب مین اُس فری گستاخ مردود کا سر
اوڑادیا اونٹ بکری سب کے لئے اور ساری جگہ کھود ڈالی اور عامرکو قید سے
چھوڑا کر ملک شام کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ اسیکو امداد غیبی کہتے ہین ۔

واقعہ۔ دومین

جنگ اجنادین مین جب کفار کو سخت شکست ہوئی اور بڑے بڑے افسرانکے
مارے گئے تو اوسوقت وردان کے دل پر مسلمانون کا بڑا رعب چھاگیا۔ پھر
اوسنے بھرہنگان باقی ماندہ کو جمع کیا اور بکمال ندامت وافسوس سے کہا۔
کہ سنوا ے صلیب کے پوجنے والو اہل عرب نے تم لوگون کو پست کر دیا او
تم کو شرم نہین آتی ہے۔ کہ تمہاری عورتون اور ماؤن اور اولادون کو پکڑ لیا
افسوس ہے کہ یہ وہ ننگے بھوکے جو تمہارے نزدیک کچھہ شمار مین نہ تھے وہ ہر
طرح کے میوہ جات تمہارے شہرون کی کھا کر آج تم پر ایسے غالب ہین کہ تمہاری
آبرو خاک مین ملادی ہے۔ وغیرہ،، وردان کے اِس کلام کو سنکر رومی چلا چلا
کر رونے لگے اور وردان سے کہا کہ جب تک ہمارے دم مین دم ہے ہم اُنسے
وہ لڑینگے اور تیرون اور نیزون اور تلوارون سے اونکو مٹا وینگے
وردان یہہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اور رؤساے بطارقہ کو مشورے کیلیے
بلایا اُن مین سے ایک شخص نے کہا کہ اے وردان تو بلا مین ڈالاگیا ہے تو
اُن لوگون سے برابری نہین کرسکتا کیونکہ تو نے دیکھ لیا کہ ایکایک آدمی اُن مین کا
ہمارے تمام لشکر پر حملہ کرتا ہے اور اون لوگون نے دل سے یقین کرلیا ہے اپنے نبی کے
کے قول کو کہ جو شخص مسلمان مارا جائیگا وہ بہشت مین داخل ہوگا۔ اور جو آدمی
ہم لوگون مین مارا جائیگا وہ دوزخ کو جائیگا۔ ہمارے لوگ بہت مارے گئے

اور اونکے طرف کے تھوڑے ہے۔ کوئی صورت تیرے واسطے بہتر نکی نہین۔ مگر ایک تدبیر مین بتاتا ہون کہ تو کسی حیلہ و فریب سے اون کے سردار سے ملکر اوسکو مار ڈال وہ یہ تدبیر ہے کہ دس جوان دلیر اپنے لشکر سے لیکر اُس مقام پر گھات مین چھپا دے جہان مسلمانون کا سردار باطمینان تجھسے گفتگو کرے اور موقع پاکر اپنے آدمیون کو پکار اور اوسکو قتل کر دے۔ وردان یہ کلام سنکر خوش ہوا اور کہا میری بھی یہی رائے ہے پھر وردان نے ایک شخص داود نام حمص کا رہنے والا تھا اوسکو بلا کر کہا کہ تو بہت خوش تقریر ہے اہل عرب کے پاس جا کر کہدے کہ آج باقی دن تک لڑائی ہمسے موقوف رکھین اور صبح کی وقت اونکا سردار ہمارے طرف آوے تاکہ مین بذات خود جا کر اوس سے ملاقات کرون اور پھر صلح کر لون۔ داود نے کہا کہ تو خلاف حکم بادشاہ کے کرتا ہے مین بھی درمیان مین پڑکر مارا جاؤنگا۔ وردان نے کہا کہ تو واقف نہین اس امر مین ایک فریب کا مین نے قصد کیا ہے کہ مسلمانون کے سردار کو مار ڈالون۔ داود نے کہا کہ اس ارادے کو چھوڑ اور کچھ بہادری کو دکھلا۔ کیونکہ یہ فریب تیرا چلیگا نہین۔ وردان نے غصہ مین آکر داود کو جھڑکا اور اہل عرب کے طرف روانہ کیا۔ داود لشکر عرب کی طرف گیا اور پکار کر پیغام وردان کا سُنایا۔ خالدؓ یہہ سنکر اوسکے سامنے آئے اور دیر تک سوچ مین رہے پھر کہا کہ اگر وردان کوئی فریب کیا چاہتا ہے تو قسم ہے خدا کی ہم جڑ فریب کے ہین ہم کو وہ اپنے مال کا لالچ دیکر اگر کوئی حیلہ کیا چاہتا ہے تو ہم ہرگز مصالحہ نکرینگے مگر تمہاری جماعت اور اولاد اسلام قبول کرے یا جزیہ ادا کرے۔ داود نے کہا ایسا ہی ہوگا۔ پھر دل مین کہا کہ قسم ہے خدا کی سچا ہے عربی اپنے قول مین۔ وردان خود بھی اُسکے ہاتھ سے مارا جائیگا اور ہمکو بھی قتل کراسیگا۔

پس مفر اسی مین ہے کہ جو حال ہے سچ سچ کہدون ۔ اور اپنے اور اپنے اہل کے واسطے امان لے لون پھر کہا کہ ہوشیار ہوجاؤ تم اے سردار ۔ آپ کے ساتھ دروان نے بیشک فریب کیا ہے اور سارا قصہ بیان کیا اور امان چاہی ۔ خالد رضؓ نے فرمایا کہ مین نے تجھکو امان دی اور تیرے مال اور اولاد کو بھی امان دی بشرطیکہ تو ہم سے فریب نہ کرے پھر قوم کے گھات مین بیٹھنے کی جگہ دریافت کی اوس نے کہا کہ وہ جگہ نزدیک فلان ٹیلہ کے دائین جانب لشکر کے ہے پھر رخصت ہوکر پلٹ گیا اور اپنے سردار سے جواب خالد رضؓ کا بیان کیا وہ خوش ہوا کہ فریب چلگیا اور دس آدمی بہادر اپنی قوم سے بلاکر اون سے کہا کہ تم بیدل ہوکر جاؤ اور پوشیدہ بیٹھ رہو اور سب کچھ اونھین سمجھا دیا اودھر خالد رضؓ نے ابو عبیدہ رضؓ سے وہ راز جو اوس گبر نے کہا تھا بیان کیا اونھون نے کہا ۔ کہ دس آدمی آپ بھی مقابلہ کے واسطے گھات مین چھپا کر قریب رومیون کے بٹھادو ۔ جسوقت وہ اپنی قوم کو پکارے تم اپنی قوم کو پکارو ہم سب گھوڑون پر تیار رہین گے ۔ پس ضرار رضؓ اور رافع رضؓ وغیرہ دس آدمیون کو بلایا ۔ اور حیلہ و مکر سے رومیون کے آگاہ کیا اور کہا کہ جاؤ تم سب گھات مین چھپ کر بیٹھو جسوقت مین پکارون دوڑو اور ایک ایک کے مقابلہ کے واسطے جدا ہو جاؤ اور مجھکو دروان کے مقابلہ پر چھوڑ دو ۔ ضرار رضؓ نے کہا کہ اے سردار یہ معاملہ بہت خطرناک معلوم ہوتا ہے مبادا وہ تم کو کچھ برائی نہ پہنچائین میری رائے یہہ ہے کہ ہم لوگ اسی وقت اون کی گھات کی جگہ جائین اگر سوتا پائین تو قبل صبح کے مارین اور اون کی جگہ پر ہم لوگ پوشیدہ ہوکر بیٹھین ۔ جسوقت تم اور تمہارا دشمن نزدیک ہو ہم لوگ اوس کی طرف گھات سے نکلین ۔ خالد رضؓ اس کلام پر ہنسے اور کہا اچھا یون ہی کرو ۔ اللہ تعالے

تمکو اوپر پہنچا سے - پس ضرارؓ مع ساتھیون کے تلوارین لیکر ٹیلہ پر پہنچے اور اپنے
ہمراہیون کو وہان ٹہرا کر قوم کفار کی خبر لینے کو چلے - پہاڑ اور ٹیلون کی آڑ مین
چھپتے ہوسے نزدیک اوس قوم کے پہنچے - کیا دیکھتے ہین کہ لوگ مشقت جنگ سے
بیہوش سو رہے ہین پس آ پنے ساتھیون کو آکر بشارت دی اور مشورہ کیا تھا
کہ جہان تک ہو سکے اپنی آواز ون کو چھپاؤ اور چاہئے کہ ضرب تلوارون کی یک
ہو اور آہستہ اُن تک پہنچے اور ایک ہی وار مین ٹکڑے ٹکڑے کردئیے پھر خدا کا شکر ادا
کرتے تھے کہ اتنے مین سپیدی صبح کی دکھائی دی ان سبھون نے رومیون
کے کپڑے پہن لئے اور چھپ کر بیٹھ گئے - مقتولون کو مٹی مین چھپا دیا حضرت
خالدؓ نے نماز صبح پڑھکر اپنے لشکر کو ترتیب دیا اور لباس سُرخ ریشمی پہنا اور
زرد عمامہ باندھا - رومیون نے بھی صف بندی کی - دردان نے ایک سوار
بھیجکر درخواست اپنی یاد دلائی - خالدؓ نے کہا آگاہ کر دردان کو مین آتا ہون
دردان یہ خبر سنکر تاج مرصع سر پر رکھکر نکلا - ادھر خالدؓ نے ابو عبیدؓ سے کہا
کہ میرا گمان یہہ ہے کہ ضرارؓ ہمارے دشمنون تک پہنچ گئے ہین - تم جسوقت مجھکو
حملہ کرتے ہوئے دیکھو مع لشکر کے حملہ کیجیو - پس مسلمانون کو سلام کیا اور چلے گئے
جب دشمن خدا نے دیکھا کہ خالد رضی اللہ عنہ آتے ہین اون کے لباس سادہ کو دیکھکر
متعجب ہوا جب نزدیک پہنچے اوسیوقت دردان ٹیلہ سے قریب ہوا اور اشتر
سے اُتر پڑا - خالدؓ بھی اپنے گھوڑے سے اُترے اور دونون بیٹھ گئے -

گفتگو خالدؓ کی دردان سے اور گھات سے نکلنا ضرارؓ کا اور قتل کرنا دردان کو -

خالدؓ نے اوس سے کہا کہ کہہ جو کچھ کہنا چاہتا ہے - لیکن
راہ حق اور صداقت کو ہاتھ سے نہ دینا - دردان نے
کہا کہ تم خونریزی ترک کرو اور جسقدر مال چاہو
ہم سے صدقہ مین لیلو تم لوگ تنگے اور بھوکے سے مرے

(اسکی یہ گستاخانہ تقریر اپنے پوشیدہ سپاہیونکے بھروسے پر تھی)

ہوئے ہو آپ نے فرمایا کہ او دردان - اللہ تعالیٰ غالب و بزرگ نے ہمکو بے پروا
کیا ہے مال سے اور تمہارے مال و عورتون کو ہمپر حلال کیا ہے مگر یہہ کہو
تم لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ - اگر اس سے انکار ہے تو جزیہ دو اگر
اس سے بھی انکار ہے تو لڑائی موجود ہے - اور جو تونے ضعف ہمارے گروہ
کا بیان کیا ہے قسم ہے خدا کی تم لوگ ہمارے نزدیک مثل کتون کے ہو یہ
سنکر دردان اس اعتماد پر کہ اوسکے ساتھی گھات سے نکلین گے اٹھ کھڑا
ہوا - اور بندر کی طرح اچک کر دونون بازو خالدؓ کے پکڑ لئے آپ نے بھی
اُس کے دونون بازو پکڑ لئے اور لپٹ گئے - دشمن خدا نے چلا کر اپنی قوم
کو پکارا کہ لو یارو جلدی کرو دوڑو کہ مین نے شیر اسلام کو پکڑ لیا ہے ورنہ وہ
مجھکو پچھاڑ دیگا - ہان جلد آؤ! جلد آؤ! اصحاب رسول اللہ صلعم پشت ٹیلہ ریگ سے
مثل مرغان تیز چنگل دوڑے - سب سے آگے حضرت ضرارؓ تھے دشمن خدا نے
اون کو آتے دیکھہ کر یقین کیا کہ یہہ لوگ میرے ہی قوم کے ہین - جب یہہ سب
لوگ قریب پہونچے تو ڈر کے مارے کانپ گیا ہوش اوڑ گئے - اور کہا کہ اے
خالدؓ مین بواسطہ آپکے خدا ے واحد کے سوال کرتا ہون کہ آپ مجھکو مار ڈالو - یہہ
ضرارؓ مجھکو نہ مارے - اسکے دیکھنے ہی سے میری روح فنا ہوتی ہے اور زمین
پر گر کر اشارہ کرتا تھا انگلی سے اور امان امان کہتا تھا آپ نے کہا امان اسکو
دیجاتی ہے جو امان کا مستحق ہوتا ہے - تو نے ہمارے لئے سخت فریب کیا تھا
ضرارؓ نے اوسکی رگ شانہ پر تلوار ماری اور لپک کر تاج سے لیا -
حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دشمنان خدا اپنے سردار کا حال دیکھ
رہے ہین مجھکو تمہارے واسطے اُس قوم کی طرف سے اطمینان نہین ہے
جلد اس بدبخت کا سر کاٹ لو اور کپڑے رومیون کے پہن لو اور اون کے

مقابلہ پر چل کر حملہ کرد۔ خدا کی مدد ہمکو کافی ہے چونکہ اسلامی قلوب پر جوش تھے لہذا فوراً
سب نے حکم کی تعمیل کی اور ہتیارون کے نیچے آپکو چھپایا اور رومیون کے مقابلہ
پر چلے خالدؓ اور ضرارؓ سب کے آگے تھے اور سر دردان کا خالدؓ کی نوک شمشیر پر
تھا جب دونون لشکرون کے سامنے آئے رومیون کی طرف بھرے۔ کفار نے اپنی
سردار کا سر تلوار کی نوک پر دیکھ کر سمجھا کہ خالدؓ کا سر ہے اور باقی لوگ ہماری قوم
کے ہین خوشی سے تالیان بجانے اور اچھلنے کودنے لگے۔ لشکر اسلام نے کفار
کا غل سنکر سمجھا کہ شاید خالدؓ کسی مصیبت مین گرفتار ہوگئے۔ خالدؓ جب قریب
صفوف لشکر روم کے پہنچے۔ سر دردان کا اون کو دکھلایا اور پکار کر کہا کہ اے
دشمنان خدا یہہ سر تمہارے سردار کا ہے اور مین خالدؓ ہون۔ پھر سر کو اون مین
پھینک دیا اور تکبیر کہکر حملہ کیا۔ ضرارؓ نے بھی اون کے پیچھے حملہ کیا۔ حضرت عبیدہؓ
بھی آگئے اور للکار کر کہا اے حامیان دین حملہ کرو" پھر سب مسلمانون نے حملہ کیا۔ جب رومیون
نے اپنے سردار کے سر کو دیکھا تو یقین کیا کہ اون کی قوم کے لوگ اب مارڈالے
گئے پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے اور صبح سے عصر تک اون پر تلوار چلی جو لوگ بھاگے
اون کا حال سنئے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے کمک کے واسطے لشکر بھیجا تھا جو قریب
پہنچ گیا تھا اوسنے جس رومی مفرور کو پایا تہِ تیغ کیا اور لوٹ لیا۔ حتیٰ کہ لشکر
رومیون کا جو نوے ہزار تھا اوس مین سے پچاس ہزار سے زیادہ مارے گئے
باقی متفرق ہوگئے بعض فیساریہ کو چلے گئے بعض دمشق کو۔ مسلمانون نے اسقدر
مال واسباب لوٹا کہ کسی جنگ گزشتہ مین اسقدر مال ہاتھہ نہ آیا تھا۔ حضرت خالدؓ
نے سب مال مع تاج دردان کے یکجا کیا اور فرمایا کہ فتح دمشق کے بعد تقسیم کیا جائیگا

واقعۂ سومین۔ جنگ اجنادین و دمشق

یہہ واقعہ قابل غور کے ہے۔ جب ابو عبیدہؓ نے امان دیکر۔ توما اور ہربیس کو

مع اُن کے مال ومال متعلقین کے آزاد کردیا اور اوسکو پورے تین دن حسب عدہ گذر چکے تو اوسوقت تک خالدؓ کا ارادہ ان کفار کے تعاقب کا نہ تھا۔ کیونکہ دشمنون کے ملک مین گھس کر اُن بھگوڑون کا مقابلہ کرنا کچھ دل لگی نہ تھی ممکن تھا کہ دشمنان اسلام کی تمام فوج گھیر پاکر آپکو گھیر لیتی اور نہ معلوم پھر کیسی بنتی۔ مگر بات ہونے والی ہوئی کر رہتی ہے یعنی اہل دمشق سے ایک شخص نے جو بڑا شہسوار تھا اور اوسوقت حضرت خالدؓ کے پاس قید تھا آپکو توما کے تعاقب پر آمادہ کیا اور اس شخص کے قید ہونیکا قصہ اسطرح پر ہے کہ یہہ شہسوار پوشیدہ اپنی عورت کو لیکر نکلا تھا مسلمان اوس کو پکڑ کر حضرت خالدؓ کے پاس لے آئے مگر اوس کی عورت اوس سے جدا ہو کر شہر کو واپس ہوگئی تھی خالدؓ نے اوس شہسوار کو مسلمان کیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ شہر مین چلکر تیری عورت تجکو دلادین گے وہ مسلمان ہو کر اہل دمشق سے برابر لڑتا تھا۔ جب از روے صلح مسلمان شہر مین داخل ہوئے وہ اپنی زوجہ کی تلاش مین تھا آخر اسکے پاس گیا اوس عورت نے راہبون کے کپڑے پہن لئے تھے پوچھا کہ کس چیز نے تجکو راہب بنایا ہے اوسنے کہا شوہر کی نسبت سے جسکو اہل عرب نے پکڑ لیا ہے اُس شخص نے کہا کہ مین تیرا شوہر ہون اور مسلمان ہوگیا ہون اور تو میری ذمہ داری مین ہے اوسنے یہہ سنکر کہا۔ قسم ہے حق مسیح کی کبھی ایسا نہ ہوگا اب کوئی طریق میرے اور تیرے ملنے کا نہین ہے" اور وہ عورت توما اور ہر بیس کے ساتھ چلی گئی۔ اوس شخص نے اس معاملہ کی شکایت حضرت خالدؓ سے کی۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا شہر کو براہ صلح فتح کیا ہے کوئی راہ تیرے واسطے اوسکے ملنے کی نہین ہے جب اوس شخص نے معلوم کیا کہ خالدؓ اون کے تعاقب کا ارادہ رکھتے ہین کہا کہ مین آپکے ساتھ چلون گا شاید کہ اوس تک پہنچ جاؤن۔ چوتھے دن اوس شخص نے کہا کہ اب آپ تعاقب کیجیے۔

اُن ملعون کا کیجئے آپ نے فرمایا کہ وہ تو بہت فاصلہ پر نکل گئے اور ہمکو راہ سے واقفیت
نہین ہے اُس شخص یعنی یونس نے کہا کہ اے سردار مین اس راستہ سے خوب
واقف ہون مین آپکے ساتھ چلتا ہون لیکن آپ لوگ سب لباس قوم لخم اور جذام
کا پہن لو اور زاد راہ لے لو۔ خالدؓ نے چار ہزار بہادر لشکر زحف کو حکم کیا کہ تعاقب
کے لئے تیار ہوجاوین اور خود سوار ہوکر روانہ ہوئے اور چلتے وقت حضرت
ابوعبیدہؓ کو ضروری ہدایات فرمائین۔ خالدؓ رات دن برابر چلے جاتے تھے مگر نماز
کے وقت ٹھہرتے تھے تاہم اس قوم کا کچھہ نشان نہ معلوم ہوا۔ خالدؓ نے کہا کہ اے

تعاقب کرنا خالدؓ کا
توما اور ہربیس پر

یونس تیری راے اس معاملہ مین کیا ہے اوس نے کہا کہ اے
سردار ابھی چلے چلئے اوھنون نے راہ پہاڑون اور گھاٹیونکی
لی ہے آپ یہہ سمجھہ لین کہ گویا ہم اون مین اب مل گئے
انشاء اللہ تعالی پھر یونس نے اُس راستہ کو چھوڑکر دوسری راہ اختیار کی
اور اوس مین بہت پتھر تھے گویا سنگستان تھا اس لئے بڑی مشکل سے
گذر ہوتا تھا آخر گھوڑون کے پیرون سے خون بہنے لگا اہل عرب اس تکلیف
سے تنگ آکر کہنے لگے کہ کاش یہہ رہبر ہمکو کھلی ہوئی راہ سے لیجاتا جب اُس
راہ سے نکلے نشان قدم اون کے ظاہر ہوے یہہ دیکھکر یونس نے کہا کہ اے
سردار جلدی کیجئے اور بڑی کوشش سے حیلہ اور لاذقیہ کو طے کیا تھا۔ کہ
نشان قدم غایب ہوگئے۔ اور دفعتاً یونس حیرت زدہ ہوکر ٹھیر گیا۔ پھر گانون
مین جاکر خبر پائی کہ ہرقل بادشاہ کو توما اور ہربیس کی یہہ خبر پہونچی کہ اُنھون نے
دمشق کو مسلمانون کے سپرد کردیا ہے تو اوس نے دونون کو اپنے پاس آنے سے
منع کیا ہے تاکہ رومی اون کی شکست اور ہزیمت کا حال سنکر کہین ہراسان نہ
ہوجاوین پس اس لئے اون کو قسطنطنیہ جانے کا حکم کیا ہے۔ مگر اوھنون نے وہان

پرجانے سے انکار کیا اور شام کے جانیکو آمادہ ہوئے ہین - یونس ہم اون لوگونکی
راہ چھوڑ دینے سے اور دریا کی راہ لینے سے ڈرا اور مسلمانون کی ناکامی سے
بیدل ہوا - یہ معاملہ صبح کو روز سہ شنبہ پہلی غرۂ رجب کو ہوا - خالدؓ نے صبح کی نماز
پڑھی اوس کے بعد چلنے کا ارادہ کیا دفعتہً آثار شکستگی یونس مین دیکھے پوچھا کیا
حال ہے - یونس نے کہا اے سردار قسم ہے خدا کی کہ مین نے تلاش دشمن
مین دہوکھا کھایا اور آپکو سخت تکلیف دی اب مجھے معلوم ہوا کہ وہ اُس راہ سے
نکل گئے اور امن مین پہنچ گئے - اب آپ سب قریب شہر ہرقل ور اُس مجمع لشکر
کے ہو جو آپکے ساتھ لڑنے کو آنے والا ہے اور صرف آپکے اور اُس کے درمیا
مین ایک بڑا پہاڑ واقع ہے مین اس خیال سے خوفناک ہون - اب جو مجکو حکم ہو
وہ کرون - ضرارؓ نے دیکھا کہ اس کلام کو سنکر خالدؓ کا رنگ مثل خضاب کے اڑ گیا
ضرارؓ نے اسکا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ مین نے قبل فتح دمشق کے
ایک خواب دیکھا ہے مین اوسکی تعبیر کا منتظر ہون مسلمانون نے کہا کہ وہ کیا

خواب بیان کرنا حضرت خالدؓ کا

خواب ہے - آپ نے فرمایا کہ گویا مین اور مسلمان ایک دشت
بے آب وگیاہ مین ہون ناگاہ ایک گروہ وحشی حمارون
کا نظر آیا جنکے بڑے بڑے اجسام تھے اور ہیبت ناک
صورتین تھین وہ ہمکو اپنی ٹاپون سے مارتے تھے اور ہم نے اون کو گھیر لیا
تھا اپنے گھوڑون سے اور اون کو قتل کرتے تھے جو ہاتھ آجاتے تھے اور انکا
گوشت ہم بھون کر کھاتے تھے جب ہمنے دیکھا کہ وہ اپنی جگہون سے نکلکر
حملہ کنان بے اختیار ہماری طرف آتے ہین تو ہمنے مسلمانون کو اون کے روکنے
کو بلایا وہ ہمکو دیکھ کر بھاگے ہمنے انکا پیچھا کیا اور شکار کیا اُن مین سے
ایک اونٹ کو جو سب کے آگے تھا اس حالت سے ہم خوش ہوئے اور

اون سکے وطنون کی جانب جانیکا ارادہ کیا کہ دفعتہً میرے گھوڑے نے
مجکو گرا دیا اور عمامہ سر سے اُتر گیا اور بیدار ہوگیا مین اس خواب سے کسیقدر
پریشان ہون پس کوئی تم مین سے اسکی تعبیر بتا سکتا ہے؟ میرے نزدیک
تو اسکی یہی تعبیر ہے جس مین اب ہم سب مبتلا ہین۔ یہہ عبدالرحمن رض نے کہا کہ
لوٹانا اور رفیہ اور خوش وخرم تو یہی لوگ ہین جنکی طلب مین ہم آئے ہین کہ
اون سکے سبب سے رنج ومحنت مین ہین۔ اور گرنا آپکا زمین کی طرف یہ ایک کام
آپکے گھوڑے کا ہے کہ وہ بلند جگہ سے پست جگہ کی طرف اُترے گا اور عمامے کا
سر سے گرنا یہ ہے کہ عمامے اہل عرب کے تاج ہین اُنکا اوترنا ایک بلا ہے
کہ آپکو لاحق ہوگی۔ مگر جری خالد رض نے کہا کہ مین یہہ چاہتا ہون اللہ تعالیٰ سے
کہ جو کچھہ مصیبت میرے واسطے ہو وہ دنیا ہی مین ہو آخرت مین نہ ہو۔ یہہ مقدس
لوگ عالم ارواح کے معاملات سے خوب واقف تھے اس لئے دنیا کو ہیچ
سمجھتے تھے) اس کے بعد یونس رلہ برسے جسکا نام آپنے نجیب رکھا تھا پوچھا مگر
پریشانی آپکی بتقاضا فطرۃ انسانی تھی کہ اے نجیب کیا ہم ملجاوین گے اُس ملعون قوم
سے۔ اُس نے کہا بے شک۔ مگر مین اس امر سے ڈرتا ہون کہ اگر لشکریان
روم آپ کے یہان آنیکی خبر پائینگے تو ہر طرف سے دوڑ پڑین گے۔ لیکن
بہادر سیف اللہ خالد رض نے اس کی کچھہ بھی پروا نہ کی اور جبل لکام کی طرف بڑھے
خدا کی قدرت ہے کہ دفعتاً رات کو کثرت سے مینھہ برسا یہ امر کفار کو چلنے سے
مانع ہوا گویا مسلمانون کے لئے تائید غیبی تھی۔ جب صبح ہوئی یونس نے کہا کہ اے فاتح
سردار شہر وین نے قوم کا غل سنا ہے مین خود جا کر خبر لاتا ہون۔ یاد رکھنا
چاہئے کہ دشمنون کے ملک مین اس طرح جرات کے ساتھہ دشمنون کا تعاقب
کرنا انھین بے نظیر شجاعت کے دیوتاؤن کا حوصلہ تہا پھر ایسے جان باز نہین ہوتے

سے بے شک نہین ہوتے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ خبر لایا کہ وہ سب لوگ آنکر یہین
ٹھہرے ہین اسباب سوکھنے کو ڈالدیا ہے جلد چلو اور اپنے ساتھیون کو وصیت کرو
کہ میری زوجہ کو نگاہ رکھین آپ نے اپنی ساتھیون کو چار گروہ پر تقسیم کیا ایک
ہزار سوار پر ضرارؓ کو سردار کیا اور ایک گروہ پر رافعؓ اور ایک گروہ پر عبدالرحمنؓ
کو اور چوتھائی لشکر کو اپنے ساتھ رکھا اور سب کو روانہ کیا اور کہا کہ ہر گروہ متفرق
آگے پیچھے نکلے جب تک مین حملہ کرون۔ ضرارؓ آگے ہوئے اور شگاف کوہ سے
نکلے قوم بے خبر پڑی تھی۔ رافعؓ اور عبدالرحمنؓ اور سب کے پیچھے خالدؓ چلے
یہان تک کہ چراگاہ مین پہنچے اوسکی سبزی اور خوبی اور رنگین ریشمی کپڑون
کی بہار دیکھکر دل بھر بھرا نے لگے مسلمانون نے کہا کہ دنیا بڑی مکارہ
ہے خالدؓ نے پکار کر کہا کہ دشمنان خدا کو طلب کرو اور لڑو یہہ کہکر خالدؓ نے
حملہ کیا رومی چلائے کہ ہم برباد ہوئے۔ لوما نے اپنے گروہ کو آواز دی۔ اور
ہربیس نے اپنے بطارقہ کو وہ لوگ دوڑے اور گھوڑون پر سوار ہوئے مسلمان
آب روان کی طرح رومیون پر جا گرے۔ ایک گروہ لوما کے ساتھ اور ایک
گروہ ہربیس کے ساتھ رومیون کا آمادہ جنگ ہوا۔ پہلے جو شخص خالدؓ کے
مقابلے مین آیا لوما تھا۔ پانچ ہزار سوار اوس کے گرد تھے آپ نے حملہ کیا
لوما کا مارا جانا اور نیزہ مارا اوسکی دوسری آنکھ مین اور گھوڑے سے اوسکو
گرادیا۔ عبدالرحمنؓ نے فوراً سر کاٹ لیا۔ لوما کے مارے
جانے سے مسلمان خوش ہوئے اور پکار کر کہا کہ ہربیس کو طلب کرو۔ خالدؓ
ہربیس کی تلاش مین تھے کہ دفعتہً ایک گبر بھاری ڈیل بڑی ڈاڑھی والے کو
دیکھا اوس کو ہربیس سمجھکر اپنے گھوڑے کو دوڑایا اور سخت حملہ کیا وہ بھاگا
آپ نے نیزہ اوس کی پشت پر مارا وہ زمین پر گر پڑا آپ نے کہا کہ اے ہربیس

تو نے جان لیا تھا کہ مین بھاگ جاؤن گا۔ اُس گبر نے جواب دیا کہ مین ہربیس نہین
ہون مجھکو چھوڑ دو جو چاہو گے وہ دون گا۔ آپ نے فرمایا کہ ہربیس کو بتادے
اوس نے کہا کہ ایسا نہ کیجیو کہ پھر بھی مجھکو نہ چھوڑو کسواسطے کہ تمنے امان دی تھی
اور پھر ہمارا پیچھا کر کے یہان تک آئے۔ آپ نے فرمایا کہ مردود ہمکو بدعہد
ٹھہراتا ہے قسم ہے خدا کی ہم چوتھے دن تمہاری تلاش مین نکلے ہین۔ یہہ سنکر
اوس نے کہا کہ اچھا اے بہادر عرب آپ میرے سینہ سے اوٹھ کھڑے
ہو مین ہربیس کا نشان بتاتا ہون۔ آپ اُترے اُس نے بلندی کی طرف
دیکھکر کہا کہ ہربیس مع اپنے گروہ کے وہ سامنے بلندی پر جا رہا ہے۔
آپ نے اوس گبر کو اسار بن جابر کے سپرد کیا۔ اور تنہا باگ گھوڑے کی
اُٹھا کر اُس جماعت کے قریب پہنچے۔ ہربیس ٹھہر گیا۔ آپنے اوسپر حملہ کیا۔ وہ
گھوڑے کے زین پر سمٹ گیا اور پکارا اپنے ساتھیون کو ارے دوڑو یہ سردار
مسلمانون کا اکیلا ہے جلد مار لو اسکو کہ تمام ملک اسکے مار ڈالنے سے تمہارے
ہاتھ آجائینگے۔ رومیون نے یہ سنکر آپکو گھیر لیا اوسوقت آپ پیادہ ہو گئے
ڈھال تلوار ہاتھ مین لی اور کہا کہ خواب میرا ٹھیک ہوا اور اپنے دل مین سمجھے
کہ مینے اس کام مین خطا کی میرا کام نشان کے نیچے رہنے اور لڑنے کا ہے غرض
ہربیس آپکی طرف آیا اور تلوار پشت کی طرف کہ اسنے زور سے ماری اس سے خود
اور عمامے کو پھاڑ ڈالا اور تلوار ہربیس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ آپ اس امر
سے ڈرے کہ اگر پشت کی طرف پھرتا ہون تو سامنے سے کافر لوٹ پڑینگے
آپ نے شیر غرین کی طرح دائین بائین دیکھتے ہوئے حملے کئے اور تکبیر کا شور بلند
کیا۔ مگر اسی حالت مین شور تکبیر اہل عرب کا سنا کہ کافرون کو گھیر لیا ہے۔ آپنے
آواز عبدالرحمن رض کی سنی کہ کافرون کو حملہ کر کے متفرق کر دیا۔ ہربیس نے جب مسلمانون

کی آواز سنکر بھاگنے کا قصد کیا آپ نے تلوار سے اُسکے دو ٹکڑے کر دیے
اور ہمراہیان عبدالرحمن رضؓ نے ہربیس کے ساتھیون کو چن چن کر مار ڈالا - سب سے
زیادہ رومیون کے مار ڈالنے والے شیر عرب ضرار رضؓ تھے آپ نے ضرارؓ کو دیکھا
اور کہا کہ آپ ہمیشہ اپنے کامون مین مبارک ہو آپ کی ذات فتحمند ذات
ہے جسکا مجھہ کو فخر ہے پھر خالد رضؓ نے سب مسلمانون کو اور عبدالرحمن رضؓ کو سلام کیا
اور کہا کہ آپ نے میری اس جگہ کو کیونکر جانا - عبدالرحمن رضؓ نے کہا کہ اے سردار
ہم رومیون کی لڑائی مین تھے - اور ہمکو اللہ تعالی نے اونپر فتح دی مسلمان تمام
مال غنیمت یکجا کرنے مین مصروف تھے کہ دفعتاً ہمنے غیب سے ایک آواز سنی
کہ تم لوٹ کا مال جمع کر رہے ہو خالد رضؓ کو دشمنون نے گھیر لیا ہے مگر ہم نہین جانتے
ب کی آواز
تھے کہ آپ کہان ہو اور مسلمان اس سبب سے رنج مین تھے کہ ایک گبر نے
جو آپ کے ایک ساتھی کے قابو مین تھا ہمسے کہا کہ آپ کے سردار ہربیس بطریق
کے نیچے اُس پہاڑ پر ہین "- آپ نے اوس گبر کو بلایا اور چھوڑ دیا - اوس نے
مسلمان ہونے سے انکار کیا اور روم کی طرف چلا گیا - بد نصیبی کا علاج نہین
پھر آپ نے حکم فرمایا مسلمانون کو کہ مال غنیمت اور قیدیون کو یکجا کرین
اوسکی کثرت کو دیکھہ کر شکر اللہ تعالی کا ادا کیا - پھر یونس کو بلا کر اوس کی پیاری
زوجہ کا حال پوچھا اوس نے کہا کہ اے سردار دین نے اپنی زوجہ کو پکڑ
لیا تھا - مگر اوس نے چھری اپنے سینہ مین مار لی (عورتون کو کفر پر کس قدر اصرار
تھا !!!) آپ متعجب ہوئے اور رافع رضؓ نے کہا کہ اے سردار اوسیوقت مین نے
ہرقل بادشاہ کی بیٹی کو گرفتار کیا اور یونس کے سپرد کر دیا ہے آپ نے اوسکو
سامنے بلایا اور کہا کہ اگر ہرقل طلب نہ کرے گا تو یہ تیرے واسطے ہے -
یونس نے کہا کہ اب یہان ٹھیرنیکا موقع نہین ہے پھر سب وہانسے جلد واپس

روانہ ہوئے اور غنیمت کا مال ساتھ لے لیا مسلمان بہت خوش تھے جب نزدیک مرج الاصفر قریب پل ام حکیم کے پہونچے دفعتاً ایک غبار دکھا اور فوراً یونس کو خبر لانیکے لئے دوڑایا اوس نے آنکر خبر دی کہ اُنکے سردار ہرقل نے ایک گروہ کو اپنی بیٹی کے طلب کرنے کے واسطے بھیجا ہے اسی اثنا میں اُسکا ایک ایلچی آیا اور کہا کہ مین ہرقل بادشاہ کا بھیجا ہوا آیا ہون۔ اس نے کہا ہے کہ کرم بخشی عرب کے خصایل سے ہے میری لڑکی کو یا بطور تحفہ کے بھیجدو ورنہ قیمت لے لو اور مین تمسے امید صلح کی رکھتا ہون آپ نے کہا کہ کہدے اپنے سردار سے قسم ہے خدا کی جب تک تیری تخت گاہ نہ لیلون گا مین نہ پھرونگا اور یہہ لے بیٹی تیری ہمارے طرف سے تجکو ہدیہ ہے" وہ ایلچی ہرقل کی بیٹی کو لیکر اُس کے پاس پہنچا۔ ہرقل نے اپنے رئیسون اور ملوک سے کہا کہ یہہ وہی معاملہ ہے جو مین نے تم سے کہا تھا تمنے نہ مانا اور میرے قتل کا ارادہ کیا قریب ہے کہ اِس سے بڑھکر بھی ہوگا اور سردار عرب کی اس بخشش اور علو ہمت نے مجکو بحر ندامت وخجالت مین ڈبو دیا ہے اور یہہ تمہارے طرف سے نہین ہے بلکہ پروردگار آسمان کی طرف سے ہے۔ رومی اس کلام کو سنکر بہت روئے باوصف اسکے وہ اپنے کفر سے باز نہ آئے اِس لئے کہ وہ اسی کو حق سمجھتے تھے

طلب کرنا ہرقل کا اپنی بیٹی کو اور بھیجدینا حضرت خالدؓ کا بدون لینے قیمت کے

مراجعت فرمانا حضرت خالدؓ کا دمشق کو

اس عظیم فتحمندی کے بعد حضرت خالدؓ دمشق مین پہنچے ابو عبیدہؓ سے ملاقات ہوئی اور مبارک باد سلامتی کی سب مسلمانون نے دی۔ خالدؓ عمرو بن معدیکرب زبیدی اور مالک اشتر نخعی اور اون کے ساتھیون کو دمشق مین دیکھکر خوش

ہوے اور تمام سرگذشت ابو عبیدہؓ کے سامنے بیان کی وہ اونکی شجاعتون پر تعجب کیا کرتے تھے۔ پھر خالد رضی اللہ عنہ نے پانچوان حصہ مال غنیمت سے نکالا اور باقی مسلمانون کو بانٹ دیا اور اپنے حصہ مین سے یونس راہبر کو کچھ زاید دیا اور کہا کہ اس مال سے کوئی عورت دختران روم سے خرید لو یا نکاح کر لو۔ یونس نے انکار کیا کہ بعد اپنی زوجہ کے اس دنیا مین نکاح نہ کرونگا۔ رافع بن عمیرؓ کا حال یون بیان کیا ہے کہ یونس ہمارے ساتھ یرموک کی لڑائی تک رہے ہر لڑائی مین جہاد عظیم کرتے تھے۔ یرموک کے لڑائی کے دن ایک تیر اون کے سینہ مین لگا اور شہید ہوئے۔ مین نے اونکو خواب مین دیکھا انکا لباس چمکتا تھا۔ پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ انھون نے کہا کہ مجکو بعوض میری زوجہ کے ستر حورین بخشین۔ امیر مسلمانان نے یہہ سنکر فرمایا۔ کہ یونس کو یہہ رتبہ شہادت کی وجہ سے ملا۔ اے سبحان اللہ وبحمدہ۔ خواب

واقعۂ عجیب

جب حضرت ابو عبیدہؓ کا لشکر رستن حمات ہوتے ہوئے شیرز پہونچا۔ تو نے ہرقل کی کیفیت دریافت کی۔ وہان کے لوگون نے کہا قنسرین والون نے آپ سے جو ایک سال کے لئے مصالحت کی ہے وہ اون کا صریح مکر و فریب ہے یعنی اونھون نے ہرقل کو کہلا بھیجا ہے کہ مسلمانون سے ہم نے ظاہراً مصالحت کر لی ہے اب اس عرصہ مین جلد لشکر ہماری مدد کے لئے روانہ کیجئے۔ اس بنا پر ہرقل نے جبلہ بن الایہم غسانی کے ماتحت ایک لشکر جرار آپکے مقابلہ کے لئے بھیجدیا ہے۔ جس کے ساتھ متنصرہ عرب اور عالم ثمود بھی آ گئے ہوئے ہین۔ ابو عبیدہؓ نے یہہ سنکر فرمایا کہ حسبنا اللہ نعم الوکیل۔ خالدؓ نے یہ تقریر سنکر کہا۔ اے امیر مین نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ ان فریبیون سے

صلح نہ کیجئے۔ کیونکہ ان کے کلام سے دغا فریب کی بو آتی ہے۔ ابو عبیدہؓ نے
فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہین ہے۔ ہرگز وہ اپنے اس فریب سے متمتع نہ ہونگے
خدائے تعالی ہماری مدد کے لئے کافی ہے۔ خالدؓ نے کہا کہ اچھا ہم بھی ایک کام
کرینگے کہ ہرقل نے جبلہ کو حاکم قنسرین کی مدد کے لئے بھیجا ہے اور وہ ہمکو
مغرورانہ طور پر دھمکی دیتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ قنسرین کے حاکم نے ہم سے
صریح فریب کیا ہے۔ اور دس ہزار کی جمعیت اس کے ہمراہ ہے۔ آپ مجکو
حکم دیجئے کہ صرف دس بہادران عرب سے اُن کا مقابلہ کرکے اون کو فریب
کا مزہ چکھادون۔ ابو عبیدہؓ اس تقریر سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اچھا
آپ اون بہادرون کو انتخاب کرلیجئے جنکو آپ ساتھ لیجانا چاہتے ہین
فوراً آپ نے عیاض۔ عمر بن سعد۔ سہل۔ رافع۔ سعید۔ عمر بن معدیکرب
عبد الرحمن بن ابی بکر صدیقؓ ضرار۔ مسیب اور قیس رضی اللہ عنہم اجمعین
کو اپنے ساتھ لے لیا اور ایک موقع پر گھات لگائے ہوئے لشکر کی گذرنے
کی تاک مین چھپے بیٹھے رہے۔ اور خالدؓ نے ان سب کو یہ حکم دیا کہ بمجرد
لشکر آنیکے آپ لوگ پھرتی کے ساتھ ان مین اسطرح ملجاؤ کہ گویا وہ لوگ ہمکو
اپنی ہی لشکر کے آدمی سمجھین۔ چنانچہ انھون نے ایسا ہی کیا اور لشکر کفار مین
شامل ہوگئے لشکر کے آگے آگے سونے اور جواہر کی صلیبین تھین اور قسیس
انجیل پڑھتے ہوئے جارہے تھے۔ جب حاکم قنسرین جبلہ بن الیہم مدد سے
ملنے کے لئے آگے بڑھا تھا کہ فوراً خالدؓ نے آگے بڑھکر اوس کے گھوڑے کی باگ
روک لی۔ اس نے کہا کہ صلیب اور مسیح تمہاری مدد کرے تم کیا کہتے ہو۔
خالدؓ نے فرمایا بد بخت سمجھتی ہو تجھپر ہم بندگان صلیب نہین ہین۔ بلکہ خدائے
واحد کے بندے ہین۔ اسکے ساتھ بہ آواز بلند کلمہ شہادت پڑھا اور کہا کہ

مین خالدؓ بن ولید ہون اتنا کہکر اوسکو زین سے کھینچ کر زمین پر دے پٹکا
اور مجاہدین نے بھی آن کر اوسکو گھیر لیا- حاکم عموریہ نے خالدؓ کا نام جو سنا
تو اوسکے چہرہ پر مردنی سی چھا گئی- خون خشک ہوگیا اور تکبیر اور تہلیل
کی آوازون نے تو لشکر کو متحیر اور متعجب کر دیا کہ یہہ لشکر اسلام کیونکر اس بھرے
انبوہ لشکر مین گھس پڑا- اور کدھر سے آیا اور بادشاہ کا مسلمانون کے
ہاتھ مین گرفتار ہونا محال در محال بات تھی- غرض مار پکڑ کا ایک شور مچا اور
لشکر کفار دریا کے طرح دفعتاً امنڈ آیا- اس عرصہ مین خالدؓ نے تلوار کھینچ لی
کہ بادشاہ قنسرین کو قتل کرین وہ اسیر ہنسا- خالدؓ نے متعجب ہوکر پوچھا کہ
یہہ تیرے لئے ہنسنے کا کونسا موقع تھا؟ اوسنے کہا کہ قبلہ اگر آپ مجکو مار ڈالوگے
تو آپ اور آپکے ساتھی جنکا شمار بمقابلہ ہماری فوج کے آٹے مین نون کے مقدار
بھی نہین ہے قیمہ ہو جائینگے- اگر آپ اپنی سلامتی چاہتے ہو تو مجکو نہ ماریئے
اگر مجکو باقی رکھوگے تو آپ بھی باقی رہوگے- غرض یہ سنکر آپ نے مصلحتاً
تلوار کو نیام کر لیا-

حاکم عموریہ نے جب مسلمانون کی یہ بےجگری اور جانبازی دیکھی تو سخت
گھبرایا- اور جبلہ کو مسلمانون کے فہمائش کیلئے روانہ کیا-

جب جبلہ مسلمانون کے نزدیک آیا اون کو بہت کچھہ ڈرایا دھمکایا کہ دیکھو
تم لوگ تعداد مین نہایت کم ہین اور چونکہ حاکم قنسرین تمہارے قید و رقابہ
مین ہے اس لئے ہم نے تمسے ہاتھ رکھا ہے ورنہ ہم بے تکلف تم سب کو مار
ڈالتے- بہتر ہے کہ تم اوسکو چھوڑ دو- ورنہ سخت پچھتاؤگے- خالدؓ نے کہا
کہ ہم تو مرنے کو وصال جانتے ہین اور مین تو اسکو قتل ہی کرونگا- اس کے
بعد ہمکو موت کا کوئی خوف نہین ہے- ہم تو شہادت کے آرزومند ہین یکی

یہہ تقریر سنکر حاکم عمور یہ سخت برہم ہوا۔ الحاصل لشکر کفار سے پانچ سوار نکلے اور
ادھر سے بھی پانچ مجاہدین مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئے اور ایک ایک مجاہد نے
ایک ایک اپنے مقابل کو مار ڈالا پھر جبلہ نے مع رفقا مسلمانون کے لشکر پر حملہ کرنیکا
ارادہ کیا تو عبد الرحمن رضؓ نے مقابل ہوکر ایک ایسی ضرب تلوار کی لگائی کہ اُسکا خود
کٹ کر سر زخمی ہوگیا۔ پھر جبلہ نے تلوار جو چلائی تو آپکا شانہ زخمی ہوا۔ خالدؓ کو
یہہ حال دیکھکر بہت غصہ آیا۔ اور آپ نے جھنجھلا کر حاکم قنسرین کے اوسیوقت
دو ٹکڑے کر دئے۔ یہہ دیکھتے ہی لشکر کفار مسلمانون پر ایک دم آندھی کے طرح
ٹوٹ پڑے۔ الغرض یہہ دس موحدین خدا پرست دشمنو کے نرغے مین گھر گئے تھے
اور لڑائی ایسی سخت تھی کہ ہر مخالف کا یہہ قصد تھا کہ ان مین سے ایک مسلمان بچنے نہ
پائے۔ رافع رضؓ کا بیان ہے کہ مین نے خالدؓ سے کہا کہ بھائی غالباً ہم لوگ
اسوقت قضا کے منھہ مین ہین اس انبوہ مین ہمارا بچنا محال نظر آتا ہے۔ خالدؓ نے
کہا کہ مجھہ سے بھی ایک غلطی ہوگئی ہے یعنی وہ کلاہ جس مین آنحضرتؐ کے گیسوے مبارک
لگے ہوئے ہین آج میرے سر پر نہین ہین عجلت مین اوسکو سر پر رکھنا بھول
گیا۔ اسکے بعد ہمین کچھہ کو بہت تشویش ہوا کرتی ہے شاید امت کی قضا کی وجہ
مین اوسکو بھول گیا۔ بہرحال یہہ معدودے چند مسلمان بڑی سختی اور امتحان مین
مبتلا تھے کہ دفعتاً ہاتف نے یہہ آواز دی۔ حُبُّ الْاٰمِنُ وَنَصْرُ الْخَائِفُ یا
حَمَلَةَ الْقُرْاٰنِ سِیَاتِیْکُمُ الْفَرَجُ مِنَ الرَّحْمٰنِ وَنَصْرُکُمْ عَلٰی عَبَدَةِ الصُّلْبَانِ
یعنی اے امن والو اور خوف زدہ لوگو اور فتح پائے اللہ سے ڈرنے والے اے
قرآن کے حاملو آئی تمہارے لئے کشایش کار خداے تعالی کی طرف سے
اور مدد دی اوسنے تمکو صلیب کے بندون پر۔ مسلمانون کو اس غیبی
بشارت سے کمال طمانیت ہوئی اور غرب ہی بہادر کے جوہر دکھلانے لگے

ابو مسلم روایت کرتے ہین کہ ہم حضرت ابو عبیدہؓ کے سا تھ مقام شیرز مین تھے
کہ وہ دفعتاً شب کے وقت اپنے خیمہ سے نکل آئے اور مسلمانون کو ندا کی
کہ النَّفِیْرُ النَّفِیْرُ فَقَدْ اُحِیْطَ بِفُرْسَانِ الْمُوَحِّدِیْنَ ۞ ترجمہ۔ اے بہادر و چلو
چلو کہ موحدین اسلام گھیر گئے ہین پس ہم بے تحاشا ان کی طرف دوڑے
اور پوچھا کہ آپکو کیونکر معلوم ہوا۔ کہا کہ مین سو رہا تھا کہ ایک ناگاہ حضرت رحمت
عالم محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور مجکو جگا دیا۔ پھر ارشاد
فرمایا۔ یَا ابْنَ الْجَرَّاحِ اَتَنَامُ عَنْ نُصْرَۃِ الْقَوْمِ الْکِرَامِ۔ فَقُمْ۔ وَالْحَقْ بِخَالِدٍ
فَقَدْ اَحَاطَ بِہِ اللِّئَامُ فَاِنَّکَ تَلْحَقُ بِہٖ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِمَشِیَّۃِ رَبِّ
الْعَالَمِیْنَ ۞ ترجمہ۔ اے ابن جراح کیا تم سوتے ہو اور قوم بزرگ کی مدد سے
غافل ہو۔ چلو اوٹھو اور خالدؓ سے جا ملو۔ پس تحقیق ایک قوم ناقص نے انکو
گھیر لیا ہے۔ اور تم پہونچ جاؤ گے تحقیق پروردگار عالم کی مشیت سے اون کے
پاس۔ جب مسلمانون نے یہہ بشارت اور حکم سنا تو جلد گھوڑون پر سوار ہو کر
آگے بڑہے تھے کہ ایک سوار نظر پڑا جو تیز تیز گھوڑا ڈالے ہوئے جا رہا تھا۔
ہر چند کہ ہم بھی گھوڑے دوڑا کر اوس سے ملنا چاہا مگر وہ ہوا سے باتین کر رہا تھا
ابو عبیدہؓ نے کہا کہ شاید یہ کوئی فرشتہ ہو۔ جو مسلمانون کی مدد کے لئے جا
رہا ہے۔ ابو عبیدہؓ نے بہ مشکل اوسکو پکار کر روکا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ خالدؓ
کی بی بی ام تمیم تھین۔ آپ نے پوچھا کہ اے ام تمیم بھلا۔ تم کدھر نکلے۔ کہا کہ مجکو
خبر لگی کہ خالدؓ دشمنون کے نرغے مین پھنس گئے ہین۔ تو مجکو حیرت ہوئی کہ یہہ نادر
بات ہے اور خالدؓ کو کبھی ایسا معاملہ پیش نہ آیا وہ ہمیشہ فاتح و منصور و مظفر رہے
دفعتاً مجکو اونکی کلاہ نظر پڑی کہ گھر کے طاق مین دھری ہے اوسیوقت مجکو یقین ہوا
کہ بیشک یہی باعث ہے کہ وہ آج اس سختی مین مبتلا ہین۔ پس اوسکو لئے جاتی

ہون کہ اونکو پہنچا دون ابو عبیدہؓ نے ان کو دعا دی اور آگے بڑھے۔ ام تمیم
جب قریب لشکر کفار کے پہونچین تو دیکھا کہ مخالفین کی تلوارین اور نیزے بلند
ہین اور راوہیون نے مسلمانون کو گھیر لیا ہے۔ غرض بمشکل تمام داد شجاعت
دیکر لشکر کو چیر پھاڑ کر خالدؓ کے قریب ہوئین۔ خالدؓ نے پوچھا تو کون ہے۔
اے بندۂ خدا؟ ام تمیم! مین تمہاری زوجہ ہون۔ اور کلاہ کو آپ کے سر پر
رکھدیا۔ سر پر رکھنا ہی تھا کہ گیسوئے مبارک سے ایک نور بجلی کی طرح
چمک کر نکلا۔ پھر آپ نے کفار پر ایسا سخت حملہ کیا کہ اون کے پیر اوکھڑ گئے
ایسے مین مدد کو آئے ہوئے مسلمانون نے تکبیرون کی آواز بلند کی محصور مسلمانون
نے سمجھا کہ خداے تعالی کی طرف سے مدد آگئی ہے پھر کیا پوچھنا تھا کہ اللہ
تعالے دے اور بندہ لے سیہ مار وہ مار آخر لشکر کفار تتر بتر ہوگیا مسلمانون
نے تعاقب کرکے بہتون کو قتل کیا اور ہزارہا زخمی ہوئے اور جسقدر بچے تھے
ان سبکو اسیر کرلیا۔ اس کے بعد سب مسلمان جنگ سے فارغ ہوکر حضرت
ابو عبیدہؓ کے نشان کے نیچے جمع ہوئے اور باہم سلام علیک کی مصافحہ
کیا۔ اور شکر الہی بجالائی۔ پھر وہان سے قنسیرین کے طرف روانہ ہوئے۔
قنسیرین والون نے فوراً صلح کرلی۔ ابو عبیدہؓ نے فتح کے بعد جزیہ مال غنیمت
کا خمس مدینہ طیبہ کو حضرت امیر المومنین سیدنا عمرؓ کی خدمتمین روانہ کیا۔

نوٹ۔ ہر چند کہ آج کل جلد باز نیلے علم جنٹلمین ان بیانات کو مبالغہ سمجھین گے۔
مگر جب ان کو صحابہ کرام کے ایمانی یقین اور قوتون کا حال معلوم ہوگا تو اوسوقت
ان کار دابیون کو ان کے اولو العزمیون کا ایک عشر عشیر بھی نہ تصور کرین گے بشرطیکہ
انھین ایمانی عینک نصیب بھی ہو۔

یرموک کے جنگ مین ساٹھہ غازیان اسلام نے ساٹھہ ہزار کفار روم سے مقابلہ کرکے فتح پائی

عجیب واقعہ

محققین ارباب سیر و تواریخ کے پاس ثابت ہے کہ یرموک کے مقام پر دو بار جنگ عظیم ہوئی ہے جنگ اول سے جنگ دوم اعظم تھی۔ بار اول حضرت ابوبکر صدیق رضی کی خلافت مین بار ثانی عمر فاروق رضی کی خلافت مین دوسرے بار کی جنگ پے در پے کئی روز تک ہوا کی۔ آخر اللہ تعالی نے مسلمانون کو ہی کافرون پر غالب کیا۔ اور صحابہ کرام سے دلیری اور جوان مردی سے ایسے ایسے کرشمے ظہور مین آئے کہ کبھی چشم زمانہ نے دیکھے نہ تھے اور ایسا واقعہ عظیم کسی نے کبھی سنا بھی نہ تھا کہتے ہین کہ جبلہ جب جنگ قنسرین سے شکست فاش کھا کے بھاگ نکلا ہرقل کے پاس گیا تب ہرقل نے اپنے ملک کے حاکمون سے باہان کو جو ارمن کا بادشاہ تھا پسند کرکے اوسکے ہمراہ ایک لشکر انبوہ کردیا اور جبلہ کو بھی خلعت وغیرہ دیکے مع عروب متفرقہ کے رخصت کیا اور وہ تمام عرب متفرقہ ساٹھہ ہزار سوار تک تھے جبلہ کا لشکر مقدمۃ الجیش تھا جب یہ ہر دو لشکر مقام یرموک پر پہونچکر اوترے تو لوگ اسکو دیکھکر حیرت کرنے لگے کہ میدان کا عرض طول چھہ فرسخ تک انھین لشکرون سے گھر گیا اور لشکر اسلام بھی اسی مقام پر آکے نزول کیا۔ فریقین کے مابین تین فرسخ کا میدان جنگ کے واسطے خالی چھوڑا گیا۔

جب حضرت ابوعبیدہ رضی کی نظر دشمنون کی کثرت پر پڑی تو فرمایا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا

علی القوم الکافرین ۔ اسد رحمہ پر آپکو اور مسلمانون کو خدا کی مدد پر بھروسا تھا
کہ کبھی کفار کی کثرت تعداد کا اندیشہ نہ ہوا ۔ ہرقل نے ایک ایلچی کو باہان کے
پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ اول ابو عبیدہؓ سے صلح کا پیام کر ۔ کہ اگر آپ صلح پر راضی
ہوتین تو جابیہ سے حجاز تک جو ملک ہے آپ ہی کے قبضہ مین رہے گا ۔ باہان
نے جبرہ جیر کو ابو عبیدہؓ کی خدمت مین روانہ کیا ۔ اور ہرقل کے صلح کا پیغام کہلا
بھیجا ۔ مگر آپ صلح پر راضی نہ ہوے ۔ پھر باہان نے جبلہ کو آپکے پاس روانہ کیا آپ نے
اوسکا بھی کہنا نہ مانا اور وہ مایوس ہوکر اپنے لشکر سے جاملا ۔ خدا کی تلوار خالدؓ نے
حضرت ابو عبیدہؓ سے عرض کیا کہ جبلہ کے ساتھ عرب متنفرہ ساٹھ ہزار سوارہین
اور ہمارے تیس ہزار ۔ اب مین چاہتا ہون کہ لشکر اسلام سے صرف تیس جوان مرد
کو چن لون اور اون ساٹھ ہزار سے مقابلہ کرون تاکہ نصرت آبائی جو مسلمانون
کی یاور رہے ظاہر ہوجاے اور اگر اس حملہ مین جبلہ مارا جاوے تو پھر باہان کے لشکر
پر ہمارا رعب پڑجائے گا ۔ یہہ بات سنکر سب کے سب حیران ہوگئے ۔ ابو سفیان
نے جناب خالدؓ سے کہا ۔ اے ابا سلیمان اس صورت مین ایک مسلمان دو ہزار
کافر کے مقابل ہوتا ہے میری راے یہہ ہے کہ ساٹھ غازیون کو آپ چن لین
تاایک مومن ایک ہزار کافر کے مقابل مین ٹھیرے جناب ابو عبیدہؓ نے بھی اس
راے کو پسند کیا ۔ تب خالدؓ نے ساٹھ بہادران عرب اور شجیعان بے نظیر کو انتخاب
کیا ۔ ان مین اکثر صحابہ انصار سے تھے ۔ ابو عبیدہؓ نے حکم کیا کہ آج کی شب تم اپنا ساز
وسامان مہیا کرلو ۔ کل علی الصباح تو کلا علی اللہ جنگ کرنا ہوگا ۔ یس ساٹھ مجاہدین
نے جہاد کی خوشی مین تمام شب تہلیل وتسبیح وعبادت وریاضت اور جہاد نفس مین
بسر کی ۔ کہتے ہین کہ جب ضرارؓ نے اپنے خیمے مین ہاتھیار اسنے بہن خولہ کو
رخصت کی تو خولہ نے کہا کہ اے میرے بھائی آج تمہارے رخصت مجھے ایسی

معلوم ہوتی ہے کہ گویا پھر ملنے کی امید نہ ہو ضرار رضؓ نے پھر سب احوال ظاہر کیا
خولہ رونے لگین اور کہا کہ اے بھائی خولہ بھی آپ سے جدا نہ ہوگی اور اپنی جانکو
راہ خدا مین صرف کرے گی۔ پس ابو عبیدہ رضؓ نے سب مسلمانون کو ہمراہ لیکر نماز
صبح ادا کی جب نماز سے فراغت حاصل ہوئی سب مجاہدین گھوڑے پر سوار ہوے
ابو عبیدہ رضؓ سب کے پیچھے تھے اور اون کے ایک طرف زبیر بن العوام اور اونکے
ساتھ اونکی زوجہ اسما بنت ابی بکر صدیق رضؓ تھین۔ اور دوسرے طرف عبدالرحمن
بن ابی بکر صدیق تھے اور بی بی اسما نے اون کی سلامتی کے لئے دعا کی اور اپنے
برادر عبدالرحمن سے کہا کہ اے بھائی یہہ زبیر بن العوام رسول خدا علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے پھوپھی کے بیٹے ہین کفار پر حملہ کرتے وقت تم ان سے جدا نہ ہونا
اور حتے المقدور انکی حفاظت مین کوشش کرنا۔ القصہ جناب خالد رضؓ اس فوج
کے درمیان تھے پس سبکو ہمراہ لئے ہوے میدان مین آئے جبلہ نے جب انکو
دور سے دیکھا یہہ گمان کیا کہ یہہ لوگ جو تھوڑے سے ہین ہماری کثرت فوج سے
گھبرا کے شاید مصالحت کرنیکے لئے آتے ہین جب نزدیک ہوئے تو خالد رضؓ آگے
بڑھے اور پکارا کہ اے صلیب پرستو اب میدان مین آؤ اور جنگ کرو۔ جبلہ
حیران ہوگیا اور سمجھ گیا کہ ان مین سے کوئی ہمارے ہاتھ نہ آئیگا۔ پس ہر دو
جانب سے نیزہ بازی اور شمشیر زنی آغاز ہوئی۔ جب لڑائی گرم ہوئی تو خالد رضؓ
اپنے گھوڑے سے اُترے اور مرقال بن ہاشم بھی پیادہ ہوگئے کافرون نے انکو گھیر
لیا۔ مگر دونون غازیون نے شیر کے مانند حملے کئے ہر حملے مین کئی کافر مارے
گئے۔ زبیر بن العوام اور فضل بن عباس ان دونون سے دشمنون کو دور کرنے
اور ان کو بچانے مین مصروف تھے فضل بن عباس للکار کر کہتے تھے کہ اے
نصرانی کتو دور ہو۔ اصحاب رسول مقبول صلعم سے بچو مین ہاشمی ہوں اور ابن عم رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہون۔ پھر خالدؓ اور مرقالؓ کے ہاتھ سے اوسوقت بہت سے
کفار مقتول ہوگئے۔ تائید ربانی نے عجیب عجیب کرشمے دکھلائے کہ خالدؓ کے
کوئی مقابل نہین ہو سکتا تھا۔ عبادہ بن الصامتؓ سے منقول ہے کہ فضل
بن عباسؓ جب حملے کرنے شروع کئے تو مین شمار کر رہا تھا۔ کہ بیس حملے
کئے اور ہر ہر حملے مین ایک سوار کو قتل کرتے تھے۔ غرض صبح سے غروب
آفتاب تک جنگ ہوتی رہی آخر جبلہ کا لشکر تاب نہ لا کر بھاگنے لگا اور
صحابہ کرام نے بہ آواز بلند للکارا۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیئ قدیر ط جناب خالدؓ جو دشمن کے
لشکر مین چلے گئے تھے دیر ہوئی کہ نظر نہ آئے تو مسلمانون کو آپکے مارے جانیکا
گمان ہوا۔ اس لئے ایک قلق و اضطراب مین تھے۔ خصوصاً حضرت ابو عبیدہؓ
بہت مضطر ہوگئے تھے اور ابو سفیانؓ آپکو اطمینان دے رہے تھے کہ خالدؓ
خدا کی امان مین ہے ایسے مین خالدؓ فوراً وسط معرکہ سے باہر آئے اور
بہت تشنہ تھے ابو عبیدہؓ اور سب مسلمانؓ آپکو دیکھکر شکر الٰہی بجا لائے
خالدؓ نے اپنے ساتھیون کو تلاش جو کی تو دیکھا کہ صرف بیس مجاہدین ہین اور
باقی نظر نہین آتے خالدؓ کو انکا بڑا ہی درد لاحق ہوا سو آپ اپنے منہ پر
طمانچے مارتے اور کہتے تھے کہ تو نے مسلمانون کو ہلاک کیا قیامت کے
دن بارگاہ الٰہی مین کیا عذر لائے گا۔ ابو عبیدہؓ نے پوچھا کہ تمہارا یہ کیا حال ہے
خالدؓ نے کہا اے سردار۔ چالیس مجاہدین گم ہین ازانجملہ زبیرؓ بن العوام اور فضل
بن عباسؓ اور عمارؓ اور ابو ایوبؓ اور فلان فلان نظر نہین آتے۔
ابو عبیدہؓ نے آیت استرجاع پڑھی۔ اور مشعلین روشن کراکے اون کو ڈھونڈنے
نکلے۔ کیا دیکھتے ہین کہ غسانی لشکر جبلہ کے پانچ ہزار آدمی مرے پڑے ہین۔ اور

صحابۂ کرام سے دس آدمی شہید ہوئے ہین۔ ابو عبیدہ رضہ نے کہا کہ ممکن ہے کہ باقی اصحاب کو یا کفار نے قید کر لیا ہے یا خود وہ دشمنون کے تعاقب مین ہون گے اور یہہ دعا کی۔ اللہم امنن علینا بالفرج ولا تفجعنا با بن عمۃ نبیک ولا یا بن عمۃ الفضل ترجمہ یعنی یا اللہ احسان کر تو ہم پر کشود کار سے اور نہ غمگین کر تو ہمکو اپنے نبی صلعم کے پھوپھیرے بہائی اور چچیرے بہائی کے سبب سے پھر ابو عبیدہ رضہ نے فرمایا کہ اے مسلمانون کون ہے تم سے کہ دشمن کے قدمون کے نشان کا پیچھا کرے اور اپنے بہائیون کی خبر لائے اور اللہ تعالے سے بڑے اجر کا مستحق ہو۔ جناب خالد رضہ کہنے لگے کہ مین جاتا ہون۔ ابو عبیدہ رضہ نے کہا کہ آپ یہہ کام مت کرو کیونکہ آج بہت تھکے ہوئے اور نہایت مشقت اوٹھائے ہوئے ہو۔ خالد رضہ نے کہا واللہ مین اپنے بہائیون کی جستجو مین ضرور ضرور جاؤن گا۔ پھر اپنے گھوڑے کو چھوڑ دیا اور جازم بن جبیر کے گھوڑے پر سوار ہوئے اس گھوڑے کا نام سرطال تھا۔ تیز روی مین ہوا سے باتین کر رہا تھا۔ اور خالد رضہ کے ساتھ مسلمانون کی ایک جماعت بھی نکلی۔ یہہ لوگ بہت دور نہین گئے تھے کہ دفعتاً تکبیر کی آواز آئی اور اونھون نے بھی تکبیر و تہلیل سے اسکا جواب دیا پس دیکھا کہ جماعت غازیون کی لوٹ کر آ رہی ہے۔ ان کے آگے آگے زبیر بن العوام اور فضل بن عباس اور مرقال بن ہاشم تھے۔ جب خالد رضہ نے انکو دیکھا تو سلام کیا اور مرحبا کہا اور پوچھا کہ کیا حال ہے تمہارا۔ اونھون نے کہا کہ ہم مین سے چند لوگ قیدی ہو گئے سوا انکے رہائی کے ارادے سے ہم نے کافرون کا پیچھا کیا لیکن اون کا پتا نہ لگا۔ اغلب ہے کہ وہ مارے گئے ہون جناب خالد رضہ نے فرمایا کہ نہین مارے گئے بلکہ بیشک قید کئے گئے ہین زبیر رضہ بن العوام نے پوچھا کہ یہہ بات آپکو کیونکر معلوم ہوئی۔ خالد رضہ نے کہا کہ ہم نے

جنگ کے میدان مین تلاش کرکے دیکھا تو دس آدمی سے زیادہ کسی کو شہید نہ پایا اور ہم میسنؔ مین اور تم پچیسؔ تو بس پانچ ہی شخص قید ہو گئے ہین اور وہ یہی ہین یعنی رافع بن عمیرہ الطائی اور ضرار بن الازور اور ربیعہ بن عامر اور ہاشم بن عمر اور یزید بن ابی سفیان۔ پس یہ اسیر کیا معاملہ مسلمانون پر سخت گران گذرا۔ جناب ابو عبیدہ اپنے گھوڑے کی زین ہی پر سجدہ کیا اور خالد نے کہا اے مسلمانون واللہ مین نے اپنی جان کو فی اللہ خرچ کیا لیکن مجھکو شہادت نصیب نہ ہوئی۔ پانچ آدمی جو تم مین سے اسیر ہو گئے ہین انشاء اللہ تعالی اونکی رہائی خود میرے ذمے ہے پس سب مسلمانون نے اوس رات کو بہت ہی خوشی اور شکر و سپاس الہی مین بسر کیا اور مشرکین بہت ہی درد و غم مین مبتلا رہے اور باہان نے جبلہ کو بلوا کر لڑائی کا حال اوس سے دریافت کیا۔ جبلہ کہنے لگا کہ اے بادشاہ ہم صبح سے شام تک لڑتے رہے جب رات آئی ایک بیک پکارنے والے نے پکارا ہم سب متفرق ہو گئے اور بہت لوگ مارے گئے۔ اس مین کوئی شک و شبہہ نہین کہ مسلمانون کو تائید غیب سے پہنچتی ہے۔ آسمانون کا معبود اُن کو ہمیشہ غلبہ دیتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو اون کے صرف ساٹھ آدمی ممکن ہی نہ تھا کہ ہمارے ساٹھ ہزار کے ساتھ مقابلہ کرتے اور فتح پاتے۔ بھلا یہ کوئی عقل مین آنیکی بات ہے۔ باہان نے کمال ندامت و خجالت کے مارے غصے مین آنکر کہنے لگا قسم ہے صلیب کی مین کل ضرور اون سے مقابلہ کرونگا اور اونپر سخت حملے کرکے شکست دونگا۔ مگر جبلہ ایک حقارت آمیز تبسم اور کچھ غصہ کے تیور کے ساتھ وہان سے اوٹھکر چلا گیا۔

واقعہ ۴

لکھا ہے کہ ایک بڑا ہی عالم نصرانی عبد المسیح نام جسکی عمر بہ اربرس سے تین سو سال کی تھی - جو بڑا ہی عاقل و فصیح تھا جب خالد رضؓ کے حضور مین آیا اور صلح کی گفتگو کرنے لگا تو اوس کے ہاتھ مین آپکو ایک کاغذ کی پوڑیا نظر آئی تو آپنے پوچھا کہ یہہ تیرے ہاتھ مین کیا ہے - اوس نے کہا زہر - پوچھا یہان کیون لایا - کہا کہ مین اپنے قوم مین نہایت ذی عزت و منزلت آدمی ہون اور میری عمر طویل بڑے ہی اعزاز و اعتبار کے ساتھ بسر ہوئی ہے - پس مین نے ارادہ کرلیا ہے کہ خدانخواستہ آپ کے دربار مین اگر میری کوئی ذلت ہو تو فوراً اسکو کھالون پھر قوم کو اپنا منھہ نہ دکھاؤن - آپ نے فرمایا کہ بھلا مین بھی تو دیکھون کہ زہر کیسا ہوتا ہے - اوس نے وہ پوڑیا آپ کو دیدی - آپنے اوسیوقت بسم اللہ خیر الاسماء - بسم اللہ رب الارض و رب السماء - بسم اللہ خالق الخلیقة من السماء بسم اللہ لا یضر مع اسمہ شیئ فی الارض و لا فی السماء ۵ط پڑھا اور بے تکلف وہ زہر کھالیا - بمجرد اس کے تھوڑی دیر کے لئے آپکو غش آگیا اور جبین عرق آلود ہوئی - بعد اس کے ہوش آگیا اور معمولی کاروبار مین مشغول ہوگئے - یہہ کیفیت جو عبد المسیح نے دیکھی تو سب اسکے ہوش اڑگئے اور غرق دریا حیرت ہوا - اور پھر اپنی قوم مین جا کر ساری چشم دید کیفیت بیان کی اور کہا کہ یہہ لوگ نوع انسان سے نہین معلوم ہوتے زہر قاتل انکے حق مین آب حیات کے گھونٹ ہین تو پھر کوئی ان سے کیونکر مقابلہ کرسکتا ہے - یہہ وہ زہر ہلاہل تھا کہ اس سے تھوڑا بھی اگر ایک ہاتھی کو کھلادیا جاتا تو وہ بے وقفہ ڈھیر ہوجاتا مگر خالد پر اسکا کچھہ بھی تو اثر نہ ہوا پس بہتر ہے کہ تم اس قوم کی اطاعت کرلو - ایک روایت مین یہہ بھی ہے کہ عبد المسیح اس کرامت کے معاینہ کے بعد مشرف با سلام ہوگیا - منکرین زمانہ ہذا یقین ہے کہ اس واقعہ کا اعتبار نہ کرین مگر مین انکا معجزہ

وکرامت کا یقین نہین دلاؤنگا۔ بلکہ یہہ کہونگا کہ صاحب فن طبابت سے
اگر تم واقف ہوگے تو سمجہہ لوگے کہ ایڈیوسن کرسی بھی ایک طبیعت ہے جسکے
اثر تاثیرات معمولی طبایع کے خلاف ہوتے ہین۔ پس انسانی طبایع مخزن عجایب
وغرایب ہین اور صدہا واقعات ایسے گذرے ہین دیکھو فن طبابت کے جرنلس
مین سے بعض پٹھان بھائیون کو یہہ کہتے سنا ہے کہ ہمارے اجداد مین فتحان
نامی ایک بزرگ ہوئے ہین یہی لفظ ہوتے ہوتے پٹھان ہوگیا اور مجکو اسکا ثبوت
یون ملا ہے۔

واقعہ

جنگ دمشق جو بہت بھاری جنگ تہے۔ جسکی فتح سیف اللہ حضرت خالدؓ کے بزور
ہاتھون پر ہوئی ہے۔ عین جنگ مین توما نے دغا کی اور مسلمانون پر شبخون گرا
اور حکم دیا کہ سب مسلمانون کو مار ڈالو اور کسی کو امان مت دو۔ جب کفار کی آوازین
تکبیر و نکتس کی بلند ہوئین تو مسلمان جو غافل سو رہے تھے بیدار ہوکر سنبھل گئے
اور دشمنون کے پہونچنے سے پہلے پیش قدمی کرکے اون سکو نیزون اور تلوارون
پر رکھہ لیا۔ غرض خالدؓ نبرد دیر خالد پر فروکش تھے اس غل غپاڑے کو جو بہوت
اور اچانک ہو رہا تہا سنکر سمجہہ گئے کہ دغاباز کفار نے کچھہ نہ کچھہ فریب کیا ہے اور
مسلمانون پر نیند کی حالت مین جا گرے ہین آپ گھبرائے ہوئے فریاد کرنے لگے۔
واغوثاہ واسلاماہ وامحمداؐ۔ قسم ہے رب کعبہ کی اس قوم نے ہمسے فریب کیا۔ الٰہی
تو دیکھ ان کی طرف اور نصرۃ دے مسلمانون کو۔ پھر فتحان بن زید بن طائی اور عدی
بن حاتم طائی کو بلوا کر کہا کہ تم میری جا سے برہواد رہال بچون کی حفاظت کرو بہم
زرہ پہننے کی بھی فرصت نہ پائی۔ اور چار سو سوار کو ہمراہ لیکر جلد سوار ہوکر چلے۔ رقت کی
وجہ سے آپکے آنسو جاری تھے اور قتال گاہ پر پہونچ کر تکبیرون کے دل ہلا دینے والے

آوازون کو بلند کیا اور للکار کر کہا کہ بشارت ہو مسلمانو تمکو خداے تعالی نے ان کفار کے فریب سے بچا لیا اور مجھکو تمہاری مدد کے لئے بھیجا ہے - مین کافرون کو ہلاک کرنیوالا ہون - مین خالدؓ بن ولید ہون پھر آپ نے نامی نامی افسران کفار کو تہ تیغ کیا اور میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا اس شب مین شرجیل بن حسنہ خاص توما کے مقابل ہو گئے تھے اور بڑا ہی سخت مقابلہ رہا پھر وہ بھاگا - بی بی ام آبان جس نے ایک معرکہ مین اپنے شوہر کے بدلہ مین توما کی آنکھ پھوڑ ڈالی تھی اُس شب مین بہت سے کافرون کو مار ڈالا - یہہ رات نہایت سخت تھی - اودھر سے حضرت ابو عبیدہؓ بھی مدد کے لئے آن پہونچے - ضرار نے خاص اپنے ہاتھ سے ڈیڑھ سو کفار کو فی النار کیا - خالدؓ نے اس معرکے مین ایسی بہادری دکھائی کہ کبھی ایسا اتفاق سابق مین نہ ہوا تھا -

توما کو اسکی قوم نے سخت ملامت کی کہ ہمنے تجھکو آگے ہی کہا تھا کہ مسلمانون سے صلح کر لے مگر تونے ہماری بات کو نہ مانا اور ہمکو ہر طرح ذلیل و خوار کیا اس لئے اُسنے معذرت کی اور ہرقل سے مدد طلب کی - مسلمانون سے صلح کی درخواست کی مسلمانون نے کہا یہہ تیرا فریب ہے - اس کے بعد ایک وہی بوڑھے عالم نے اپنے قوم کو نصیحت کی کہ اگر تمہارا بادشاہ دنیا جہان کی فوج بھی جمع کر کے مسلمانون سے مقابلہ کریگا ہرگز ہرگز اُن پر فتح نہ پائیگا کیونکہ اُن کے پیغمبرؐ نے اُن سے فرما دیا ہے کہ انکا دین سب دینون پر غالب آجائے گا - پس تم حیلہ جوئی چھوڑ دو اور بہر صورت ان سے صلح کر لو - قوم نے اس عالم کی باتین جو سنین تو بہت ہی خوش ہوئی اور کہا کہ ہم ہرگز تجھ ایسے مقدس تجربہ کار کی بزرگ راے کا خلاف نہ کرین گے پھر صلح پر آمادہ ہو گئے -

اُس بزرگ قوم نے کہا کہ وہ سردار جو شرقی دروازۂ دمشق پر ہے جسکا نام خالدؓ ہے جس کے نام سے بڑے بڑے بہادرون کے ہاتھ سے تلوارین گر پڑتی ہین اور بدنون مین رعشہ پڑجاتا ہے اوسکے پاس مت جاؤ بلکہ دروازہ جابیہ پر ایک مرد

رحم دل ہے جسکا نام ابوعبیدہؓ ہے تم سب اُن کے پاس جاؤ وہ البتہ صلح کو قبول کرلین گے۔ غرض انہون نے ایساہی کیا اور صلح ہوگئی یہی موقع تھا کہ جبان پر خالدؓ نے کہا تھا کہ مین نے اس ملک کو تلوار کے زور سے فتح کیا ہے کیون دب کر صلح کرلون اور ابوعبیدہؓ نے کہا کہ خیر مین نے صلح کرلی ہے اس لئے کہ مجہہ کو یقین تھا۔ کہ آپ اس امر مین مجھ سے مخالفت نہ کرین گے۔ اور اسی شب کو آنحضرتؐ ابوعبیدہؓ کے خواب مین تشریف فرماہو کر بشارت دی تھی کہ اللیلُ تفتح المدینۃ انشاءاللہ تعالیٰ یعنی آج ہی رات مین اگر خدائے تعالیٰ نے چاہا تو یہہ شہر فتح ہوجائے گاچنانچہ ایساہی ہوا۔ یابی وامی صدقت یارسول اللہ۔ باقی تفصیلی کیفیت سیر کے کتب مین ملاحظہ ہو۔

واقعۂ عجیب

صبرو استقلال موحدین

پہلی صدی ہجری کا ایک مسلمان عربی سوداگر کچھ اسباب لئے ہوئے مصر کے پہاڑون سے گذر رہا تھا۔ اگرچہ اوسے ابتدائے اسلام کا جوش اوس کے ریگستانی پیارے وطن اور نظر مین کھبے ہوئے کھجورون کے جھنڈون کی طرف کھینچ رہا تھا۔ مگر اوسکو دین کی بیش بہا تعلیم ترقی کی امیدین دِلا دلاکر آگے بڑہائے لئے جاتی تھی۔ آرزوئین کامیابی کا عجب سبز باغ اوسے بلادِ مصر کی طرف سے دکھا رہین تھین۔ دل مین کہتا جاتا تھا کہ میرا یہہ اسباب اِس قیمت پر بکے گا۔ اور میرے حوصلے سے زیادہ نفع ہوگا۔ چونکہ اطراف شام سے آرہا تھا۔ لہذا خیال تھا کہ شام کے نادر اشیا مصر مین قدر کے ساتھہ لئے جائین گے۔ اُمرائے مصر بڑے حوصلہ مند بھی ہین مجھے بخوبی اس امر کا موقع ملے گا کہ اوس ہونہار پودھے کی آبیاری کرون جو کہ مکے سے لاکر مدینے مین لگایا گیا ہے۔ میرا بے دولت ملک اور میری

میری مفلس قوم اور میرا غریب دین اس روپیہ سے بڑی تقویت پائے گا۔ اس پرجوش اور جان نثار قوم سوداگر کو کیا معلوم تھا کہ آیندہ کیا ہونے والا ہے۔ مگر اتنا معلوم ہوتا ہے کہ امیدون کی دھن مین ہر حیثیت سے اپنے تئین بامراد تصور کرتا تھا۔ یقین تھا کہ اس مختصر تجارت کا روپیہ دین اسلام کے بہت کچھ کام آئے گا۔ ہمارا سراپا امید تاجر خیالی پلاؤ پکاتا ہوا اوس چھوٹے قافلہ کے ساتھ چلا جاتا تھا جو کبھی مصری پہاڑون کی گھاٹیون سے نکلتا تھا اور کبھی اونچے ٹیلون کی آڑ مین آجاتا تھا۔ قوم قبط کا کوئی نصرانی رئیس ایک پہاڑی گاؤن مین رہتا تھا خداے تعالیٰ جانے کیونکر اوسے معلوم ہوگیا تھا کہ جو بنیاد دین جزیرہ نماے عرب سے نکلا ہے اوسیکا پرجوش پیرو اس قافلہ مین بھی ہے۔ اوس پرفتن زمانے مین جسے اسلامی تہذیب نے ابھی رونق نہین دی تھی کسی باختیار کے غضب ناک ہوجانے کو اتنا اشارہ بھی کافی تھا اپنے غلامون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور چھوٹے قافلے پر بلاے ناگہان کی طرح آگرا قافلے کے اور لوگون کا تو خداے تعالیٰ جانے کیا حشر ہوا مگر مورخ کی زبانی ہمین اسقدر پتا لگتا ہے کہ سب مال و اسباب اُن کا لوٹ لیا گیا اور وہ غریب مسلمان سوداگر دشمنون کے پنجے مین گرفتار ہوگیا۔

موجودہ مورخین جو تعصب کا سارا الزام مسلمان بادشاہون اور مسلمان عُلما کے سر پیر رکھے دیتے ہین اس واقعہ کی آیندہ حالت دیکھکر شرماتے ہین اور اپنی بیہودہ اور نفاق انگیز تحریرون کو واپس لین۔ یہ مسلمان عرب زنجیرون مین جکڑ کر دو زبردست ٹیلون کے درمیان بٹھا دیا گیا۔ اوس کی امیدین اونچے مصری ٹیلون سے ٹکرا یا کرتی تھین جو چارون طرف گھیرے ہوئے تھے۔ اور بڑے ناجایز ظلمون کے ساتھ دین عیسوی اوس کے سامنے پیش کیا جاتا تھا مگر وہ اپنے برگزیدہ دین سے دست بردار نہ ہوتا تھا جس کی سزا مین یہ معمولی کارروائی روز بروز بڑھتی گئی

کہ ایک تیلا جو پیغمبرؐ عرب کی جانب منسوب کیا گیا تھا۔ اوس کے سامنے لایا جاتا تھا
اور بڑی سبے حرمتی اور بے غیرتیون کے ساتھہ دکھایا جاتا تھا۔ اس پر بھی ظالم متعصبون
کا دل نہین ٹھنڈا ہوتا تھا۔ روز سیکڑون کوڑے اوس مستقل مزاج دیندار پر پڑجاتی
تھے اور وہ خدا کا نام لے لیکے اس سزا کو بھگت لیا کرتا تھا۔ الغرض اندازاً تخمیناً
تیئس برس اسیر اسی طرح گذر گئے کہ روز پیٹھہ پر زور زور سے کوڑے پڑتے
تھے اور وہ بیچارہ چلّا چلّا کر اوس ایک لاشریک بچانے والے خدا کو پکارتا تھا۔ جو
ہر ایک مظلوم کی آواز سُن لیا کرتا ہے۔ انصاف کیجئے تو یہہ تھوڑا جبر نہ تھا مصیبت
گھڑی بھر کی بہت ہوتی ہے۔ اور یہان تو ان مصیبتون کو جھیلے ہوئے تیئس برس
(اللہ اکبر) ہوگئے خدا جانے اُس بہادر نے کس قیامت کا مضبوط دل پایا
تھا کہ یہ روز روز کا سوہان روح جھیل گیا۔ آخر خدا نے اوس کی دلسوز آواز
سُنلی۔ شاید یہی سبب تھا کہ مسلمانون کو ملک شام فتح کرنے سے بہت جلد
فراغت ملگئی۔ کہ اوس ملک مین جھنڈا گاڑ کے اون کی فوج کا ایک حصہ روم
کی طرف بڑھا اور دوسرا گروہ مصر کو روانہ ہوا۔ اسکندریہ کو فتح کرکے جب عمرؓ
بن العاص کے ساتھہ والے جان نثار اسلام آگے بڑھے تو خالدؓ بھی اون کی
مدد کو آپہونچے۔ اگرچہ ملک مصر کی فتح عمروؓ بن العاص کی طرف منسوب ہے
مگر اوس حرمان نصیب مبتلائے رنج و محن کو خالدؓ ہی کی تلوار نے نجات دلوائی۔
خالدؓ جب سرزمین مصر مین داخل ہوئے تو کسی گرجے کے چند راہبون نے
جو شام سے بھاگ کر یہان آتے تھے اونھین پہچانا فوراً سمجھہ گئے کہ اب ملک مصر
بھی چند روز کے بعد اونکے قبضہ مین ہوگا۔ باہم مشورہ کرکے اونھون نے اپنی
حفظ و امان کے لئے خالدؓ سے معاہدہ کرکے اون کی اطاعت قبول کی۔ اونھین
لوگون مین سے ایک شخص نے بڑھ کر خالدؓ سے کہا مین تم سے ایک ایسا واقعہ

بیان کرتا ہون جسے دریافت کرکے تم بہت خوش ہون گے اتنا کہا اور اوس شخص نے اوس محبوس مظلوم کا حال بیان کرنا شروع کیا جو تین برس کے زمانے سے ایک اپنی مستقل مزاجی کا امتحان دے رہا تھا۔ اور کچھ ایسے دلگداز اور جگر خراش لہجے مین بیان کیا کہ خالدؓ اور ان کے ہمراہیون کے بے انتہا آنسو نکل پڑے۔ الغرض وہ خالدؓ کا رہبر ہوا۔ اور بہادران اسلام اوسکے پیچھے روانہ ہوے تھوڑی مسافت طے کی ہوگی کہ اوس گانون مین پہونچ گئے جہان ایک مظلوم خدا پرست پر ظلم ہو رہا تھا۔ اتفاقاً خالدؓ عین اوس وقت پہونچے جب کہ وہ ظالم۔ کافر سنگدل نصرانی اپنے بیکس قیدی کے سر پر تلوار لیے کھڑا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یہ تیری بے صبری کا نتیجہ ہے کہ مسلمانون کے منحوس قدم اس سرزمین پر بھی آگئے۔ مگر تو اپنے دین سے نہ باز آتا تھا نہ آیا اب اسکے سوا کوئی تدبیر نہین ہے کہ قبل اسکے کہ تیرے ساتھی تیری حمایت کو آئین مین تجھے مار ہی ڈالون پس اس ایک ہی تدبیر سے تو اپنی سزا کو پہونچ سکتا ہے یہہ کہکے ادھر اس نے اپنی تلوار کو حرکت دی اور اور اودھر اُس مظلوم مسلمان نے زور سے پھر اپنے خدا۔ کو پکارا اور تیسری طرف سے خالدؓ تلوار لیے ظالم کے سر پر آپہونچے۔ جس گھڑی یہ تینون واقعے برابر ایک ہی ساتھ ہوئے وہ عجب سمان دیدنی تھا۔ ایسے ہی واقعات امیدون کو بہت بڑی تسلی دلایا کرتے ہین الغرض خالدؓ نے اس ظالم کو قتل کر ڈالا گیا اور دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ مسلمان قبیلۂ طے کا ایک آفت زدہ سوداگر تھا۔ اگرچہ ہمین اور اس قسم کے بہت سے واقعات مل سکتے ہین مگر یہہ واقعہ چونکہ غیر معروف اور کسی قدر نیا ہے اس لئے غالباً دلون پر زیادہ اثر کرنے والا ہوگا۔ جن لوگون نے اس جفاکش مظلوم کے قصے کو ابھی دیکھا ہے کوئی اون کے دل ٹٹول کے دیکھے تو معلوم ہو کہ ایک غریب اور بیکس کی مظلومانہ زندگی دلون پر

کس قدر اثر کرجاتی ہے ہاے جب ہم ان مختلف باتون کا خیال کرتے ہین یعنی
کہ ایک وہ دل تھا جسنے اتنی بڑی مصیبت کا تحمل کیا اور ایک وہ دل تھا
جو ایسے مظالم کیا کرتا تھا ایک وہ دل ہے جو یہ تذکرہ سنکے بیتاب ہوجاتا ہے
القصہ اس سے کئی باتین معلوم ہوئین کہ خالص مسلمان گو انھین لاکھ تکلیفین
کیون نہ پہونچائین ہرگز ہرگز ان کے ایمانی استقلال مین تزلزل نہین آتا اور ایمان مین
عیار کامل اوترتے ہین۔ دوم اکثر جو لوگ خدا تعالی پر بھروسا کرتے اور اوسکو حافظ وناصر
حقیقی سمجھتے ہین اور ہر واقعہ کو اوسی کے حکم سے جانتے ہین تو بیشک خداتعالی اونکی
مدد فرماتا ہے جسکا انکو پہلے سے یقین کامل ہوتا ہے جسکی وجہ سے وہ ہراسان نہین
ہوتے اور پھر صبر کا نتیجہ نہایت شیرین اور خوش گوار ملتا ہے۔

جناب خالد بن ولید کا عزل اور وفات

کہتے کہ جب جنگ حمص کی فتح و نصرت خالد بن ولید کے زبردست ہاتھون پر ہوئی تو
پھر ہر طرف کے لوگ شہر قنسرین کیجانب خالد کیخدمت مین جوق جوق آنے اور مراسم تہنیت
بجالانے لگے۔ ازانجملہ عرب کے سحر بیان ادیب و شاعر مسمی اشعث بن قیس کندی نے
ایک قصیدہ غرا آپکی مدح شجاعت مین لکھکے گذرانا۔ جب اس کے لفظونکی سلاست
اور معانی کی بلاغت اور بندش کی چستی نشست الفاظ کی درستی اور فصاحت جو باعث
افتخار قوم عرب اور انکا جوہر ذاتی ہے آپکے بہت ہی پسند آئی تو خالد رضنے اس وقت
ازراہ قدر دانی و مہمان نوازی کے اس کے صلہ مین دس ہزار درہم اوسکو دئے اسپر
بعضے حاسدون نے حضرت عمرؓ کی خدمت اقدس مین اس واردات کو خلاف واقعہ لکھبھیجا کہ
خالد رض مسلمانون کے بیت المال مین حسب مرضی تصرف کرتے ہین کبھی ایک شاعر کو دس ہزار
درہم دیتے ہین کبھی لاکھ درہم کے مہر سے کسی عورت کو نکاح مین لاتے ہین یعنی
اس سے آگے خالد رضنے مالک بن نویرہ کے قتل کے بعد مجاعہ کی بیٹی کو لاکھ درہم

کے مہر سے نکاح کیا تھا یہہ بات حضرت عمرؓ کی خاطر مین جاگزین تھی لہذا آپ یہہ
خبر سنتے ہی بہت برہم ہوئے۔ اور اُسیوقت ابو عبیدہؓ کے نام پر ایک مکتوب
اِس مضمون کا روانہ کیا کہ خالدؓ بن ولید نے مسلمانون کے بیت المال مین اسراف
کو جایز رکھا ہے اور اون کے حقوق تلف ہو رہے ہین سو تم یہہ مکتوب ملاحظہ
کرتے ہی خالدؓ کو قنسرین سے بلوالو اور اونکو خدمت سے معزول کردو اور اُنکا نصف
مال ضبط سرکار کرکے اونکو مدینۂ طیبہ کی طرف روانہ کر دیجیو۔ جب یہہ نامہ ابو عبیدہؓ
کو پہنچا تو آپ متردد ہوئے مگر بہ مجبوری اِس حکم کی تعمیل کرنی پڑی۔ پس آپ کو
بلوایا اور حکم سنا دیا۔ اُنکا نصف مال لے لیا۔ یہان تک کہ ایک نعل آپنے لی اور
دوسری نعل اُنکے لئے چھوڑ دی اور ملک فطرۃ خالدؓ کو اس سلوک سے کچھ بھی آزردگی
نہ ہوئی بلکہ کمال خوشی سے اپنا نصف مال ابو عبیدہؓ کے سپرد کیا اور کہنے لگے کہ
مین اُن لوگون سے نہین ہون کہ اپنے نفس کی متابعت کرکے امیر المومنین کی رائے
مخالفت کو جایز رکھون۔ غرض جب ابو عبیدہؓ نے اُنکا آدھا مال لیکے بیت المال مین
داخل کیا۔ اور خالدؓ حسب الحکم مدینۂ منورہ کے طرف روانہ ہوئے جب مدینہ کو آئے
اور خلافت مآب کے دربار مین حاضر ہوئے تو حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ تم نے
اِسقدر وسعت و ثروت کہان سے پائی اور یہہ مال کس کے ملک سے تھا جو ایک
شاعر سحر بیان کو مدح کے صلہ مین دس ہزار درہم دیدئے۔ خالدؓ نے کہا کہ وہ
میرے ملک خاص سے تھا جو قبضۂ شمشیر و غنیمت حلال سے میرا حصہ پہنچا تھا امیر المومنینؓ
نے حکم دیا کہ خالدؓ کے مال کا حساب کرین جب شمار کیا گیا تو اسّی ہزار درہم ہوے
تب حکم کیا گیا کہ ساٹھ ہزار درہم انھین کے لئے چھوڑ دین باقی بیس ہزار درہم داخل
بیت المال کرین۔ جب یہہ خبر شام و عراق کے امیرون نے سنی نہایت محزون
و ملول ہوئے اور ملامت مین زبان کھولی کہ ایسے جانباز۔ فاتح اور بہادر اسلام

کے ساتھ یہہ سلوک غرض یہہ کام امیر المومنین سے ہرگز واقع کے مطابق نہ ہوا جب جناب حضرت خلافت مآب رضہ اِن امرا کے ملال و ملامت سے واقف ہوئے تو خالدؓ کی عذرخواہی کی اور دلدہی سے پیش آئے خالدؓ نے کہا اِسکا مجھکو یقیناً کچھہ رنج و ملال نہین ہے۔ پھر دیار و امصار کے امیرون کو ایسے مکاتیب لکھے گئے کہ خالدؓ کو ہم نے جو معزول کیا اُسکا سبب یہہ نہین۔ کہ اُن سے کچھہ خیانت ہوئی ہو یا ہم کو اون کے ساتھہ کچھہ ناخوشی اور کراہت ہو۔ استغفر اللہ العظیمؐ لیکن لوگ جب اونکی تعظیم و تکریم حد سے زیادہ اور اُنکی تعریفین مبالغہ کے ساتھہ کرنے لگے اور یہہ خیال کیا کہ فتح و نصرت صرف انھین کی قوت و بازو سے ہوتی ہے۔ تو مین نے خیال کیا کہ قبائل عرب مین یہہ شہرت و مدح باعث فتنہ ہوگا وہ نیک و بد کو اللہ تعالیٰ ھی کی طرف سے جانین ؎ نہ خلد بپا از آتش خار نگسلد بے مشتش تارے۔

حضرت عمرؓ کی خلافت سے پانچوین سال خالدؓ بن ولید مرض موت مین گرفتار ہوئے۔ کہتے ہین کہ اوسوقت آہ و افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مین سالہا جنگ و جہاد مین مشغول رہا اور بہت کوششین بجا لایا اور یہی آرزو رکھتا تھا کہ شربت شہادت نوش کرون اگرچہ بہت سے زخم تیر و تبر کے کھائے پر وہ دولت میرے ہاتھہ نہ آئی خیر مرضی مولا+ اور اس غازی نے راضی نے وصیت یہہ کی کہ میرا گھوڑا اور غلام اور ہتیار مجاہدون کو دیدیجے کیونکہ میرے پاس جہاد کفار اشاعت دین محمدی و اعلای کلمۃ اللہ سے کوئی چیز محبوب تر نہین ہے پھر آپکا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جب اِن کے وفات کے بعد متروکات کا جایزہ لیا گیا تو سوائے ایک گھوڑے اور ہتیار کے کوئی چیز نہ پائی گئی۔ جب یہہ خبر حضرت عمرؓ نے ظاہر ہوئی تو کمال

تاسف سے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ابوسلیمان پر رحمت کرے کہ ہمنے اُسکا
حال اسکے برخلاف سُنا تھا جواب ظاہر ہوا۔ القصہ جناب خالدؓ کا جنازہ اوٹھایا گیا
تو اون کی بہن فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ اسوقت اپنے بھائی کی مفارقت مین بے اختیار
آہ وزاری کررہی تھین۔ حضرت عمرؓ ایسے رونے کو جو نہایت مکروہ رکھتے تھے
باوجود اسکے آپ فاطمہ کے معترض نہوئے بلکہ آپ بھی گریان ونالان ہو کر فرمایا
کہ بنی مغیرہ کی عورتون کو ہرج نہین کہ خالدؓ ایسے فخر قوم کے لئے اپنے آنکھون
سے دریا بہاوین۔ جب وہ پیرہن چاک نہ کرین اور اپنے رخسار و نیز نہ مارین
کچھہ مضایقہ نہین ہے۔ نقل ہے کہ ایکدن جناب فاروق اعظمؓ نے خالدؓ
کی والدہ کو دیکھا کہ اپنے قرۃ العین کی تعریف مین اشعار پڑھ رہین ہین اور
آنکھون سے اشک کے دریا بہا رہی ہین دریافت فرمایا کہ یہہ عورت کون ہے
اور کس کے لئے روتی ہے۔ لوگون نے کہا کہ یہہ خالدؓ بن ولید کی والدہ
ہے جو اپنے فرزند ارجمند کے غم مین گریان ہے تو آپنے فرمایا آہ مین نے
کسی عورت کو نہین دیکھا کہ خالدؓ کے مانند کسی بہادر فرزند کو جنا ہو۔ رضی اللہ
عنہم اجمعین + اللہ بس باقی ہوس۔

خاتمۃ الکتاب

پیارے ناظرین آپ صحابہ کرام اور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسلامی جوش
علو ہمتی۔ خلوص نیت اور قومی ہمدردی مین اپنی عزیز جانون تک کو نذر اللہ
کرنیکے مجمل حالات کو ملاحظہ فرما چکے کہ اس مقدس اور قابل ادب گروہ نے جوار
رسول مقبول اور اپنے پیارے وطنون تک کو چھوڑا اور دور و دراز مقامات
مثلاً ارض جابیہ یعنی عراق عجم وغیرہ پر جاکر صرف اشاعت اسلام کی غرض سے جہاد کیا

اور وہین آسودہ ہوگئے اور انہین کی بدولت ہم تک اسلام پہونچا۔ اگر وہ ہماری طرح یہہ خیال کرتے کہ ہم دوسرون کے لئے اپنی جانومن کیون مفت قربان کرین۔ جب ہم ہی نہ رہین تو پھر عالم رہے نہ رہے ہمین اس سے کیا۔ تو اسلام کا اوسیوقت خاتمہ ہوجاتا۔ نہین بلکہ وہ اس سے خوب واقف تھے اور اچھی طرح جانتے تھے کہ اس دنیا کی زندگی سراب ہے بلکہ عالم خواب۔ پس اس عالم گزشتنی وگزاشتنی مین انسان جیسے عمل کریگا ویساہی اوسکا ثمرہ جہان ابدین پائیگا۔ ہمارے نیک اعمال وہان ہمارے حق مین باقی الصالحات ہون گے جسکا سلسلہ قیامت تک منقطع نہ ہوگا۔ اور اسی یقین کی بناء پر ان پاک بندون نے زندگی کو کار ہائے ثواب مین صرف کیا۔ اور وہ کونسا کار ثواب ہے جسکا ثواب دائمی ہے یعنی نفع رسانی بہ خلق۔ خواہ وہ روحانی ہو یا جسمانی ؎ عبادت بجز خدمت خلق نیست ✣ بہ تسبیح وسجادہ و دلق نیست ✣ بس سمجھنے والون کے لئے یہہ اشارہ کافی ہے۔ اور ممکن ہے کہ دنیا کا ہر ہر لمحہ عالم عقبیٰ کی بعید مدّت کا نعم البدل بن جائے۔ ہان ہان ایسا ہی ہے

اگر مسلمان عبرت کی نگاہ سے دیکھین تو دنیا کی بہت ساری چیزین اسلامی شوکت دولت وعظمت سابقہ کی یاد دلانے والی نظر آئین گی اور دنیا مین کوئی محفل کوئی مجلس۔ کوئی انجمن کوئی صحبت ایسی نہ ملیگی کہ جسمین ہمارے اولوالعزم اسلامی فدائی بزرگان سلف کے اخلاقی یادگارین نمونہ عبرت بنکر ہم حسرت نصیبون سے فراموشی کا گلہ نہ کرتی ہون کہ آہ صرف چودہ سو برس مین تم ہمین بھول گئے حالانکہ ہم بھول جانیکے قابل نہ تھے بلکہ ہمارے اولوالعزم حرکات وسکنات قابل تقلید تھین۔ کیا اسپین کی عالیشان عمارات کے کھنڈر اسکا بہت الزہر بیت الحمرا دمشق وبغداد کے دار الامارت اور شکستہ مساجد کا سربسجود ہونا۔

آفریقہ کے وسیع تپتے ہوئے ریگستان - خراسان اور نیشاپور کے مدرسے رصدگاہین - مذہبی عمارات - اور قبرستانن - ہرات کی خانقاہین - بیجاپور کے آسمان پیما سلاطین اسلام کی گنبدین - کوفی کی علمی رصدگاہین - بخارا کے دارالعلوم کے مکانات چین اور بربہما کے خوش وضع اور خوبصورت مساجد - دہلی کا اجڑا دیار اور اوس کے حمام - سنگ سرخ کی شاہی مسجد - قطب صاحب کا لاٹ آگرہ مین تاج گنج کا روضہ - لکھنؤ کی شاہی حویلیان اور امام باڑہ وغیرہ غرض ایسے ایسے عظیم الشان اسلامی یادگارین مسلمانون کو اپنی موجودہ حالت پر شرم وحسرت وافسوس دلانے کے لئے کیا کافی نہین ہین - اے سے یہ تو خون رلانے کے لئے مختصر خیال اسباب ہین - مگر نہ معلوم مسلمانون کی حیلی وہ غیرتین اور الوالعزمیان کیا ہوگئین - کیا تم سے اتنا بھی نہین ہوسکتا کہ بزرگان اسلام کے کارنامون کو پڑہو اور احباب کو پڑہکر سناؤ اور اون کو فاتحہ خیر سے یاد کرو - ہرگز ہرگز مہمل اور بےمعنی خیالی ناولون کے مطالعہ مین یعنی اپنی عزیز اوقات کو مفت ضایع مت کرو!!! اور یقین مانو کہ اس تضیع اوقات پر عالم آیندہ مین ہرایک نفس بشیر کو کمال ندامت وافسوس کرنا پڑیگا اور اسکا محاسبہ ہوگا - اور حق الناس سے تو بہت بچے رہو -

قوم پٹھانون کا سلسلہ تعلق

مجھکو اس رسالہ کے تصنیف کے وقت اس امر کا کھوج رہا کہ آیا ہمارے بھائی پٹھان جیسا کہ بعضون کا خیال ہے کیا امر واقعی حضرت خالدؓ خدا کی تلوار کی اولاد مین ہین ہ مگر اس مین شک نہین کہ حضرت خالدؓ کی کنیت ابوسلیمان ہے اور بعض یعین سلیمانی کہلاتے ہین - علاوہ اس کے جنگ دمشق کے معرکے مین جب لشکر کفار نے مکر و دغا سے مسلمان مجاہدین پر اون کو غفلت مین پاکر شبخون حملہ کیا تھا جب

خالدؓ کو اس کی خبر ہوئی تو فوراً مع مجاہدین آپ لیس ہو گئے۔ مگر اوس وقت مجاہدین کے
بچھوں اور عورتون کو آپ نے فتحان بن زید طائی اور عدی بن حاتم کے سپرد کر کے
فرمایا کہ میرے واپس آنے تک انکی حفاظت کیجئے۔ ممکن ہے کہ یہی لفظ فتحان آخر
بدلتے بدلتے پٹھان ہو گیا ہو۔ ماسوا اسکے یہہ بزرگ جنکا فتحان نام تھا قبیلہ
حاتم طائی سے ہین۔ غرض اس کی تحقیق مشکل ہے کہ قوم پٹھان کے جد اعلیٰ کون ہین
اور انکا سلسلہ کہان سے شروع ہوتا اور جاننا چاہیئے کہ ذات دراصل دو ہی ہین ایک بنی فاطمہ
ہین جو سیادت سے مشرف ہین۔ دوسرے شیخ۔ مگر پٹھان و مغل وغیرہ قومیت کی
تمیز کے لئے مقررہ الفاظ ہین۔ پس ممکن ہے کہ پٹھانون کا سلسلہ جو اصل مین
شیخ ہین یہہ سلسلہ قریش حضرت خالدؓ و حضرت فتحان پر منتھی ہو۔ جسطرح ہر کہ بنی نوع
انسان کا سلسلہ حضرت آدمؑ پر منتھی ہوتا ہے۔ ماوری اسکے بہادری سخاوت
عالی ہمتی۔ شرافت ذاتی کے جوہر جو ہمارے پٹھان بھائیون مین موجود ہین یہہ
صاف طور پر اسبات کا ثبوت دے رہے ہین کہ یہہ قوم ایک اشرف و اعلےٰ خاندان
اسلاف کے نہین یادگار ہے جنکا ذاتی شجاعت اور اظہار جوہر شرافت پر مدار ہے اب
اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت چاہیئے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمابؒ

رخصت با درد و حسرت

اے سبحان اللہ وبحمدہ۔ اے جزاکم اللہ۔ اے رحمت خدا کے مختص و مقبول بندو۔
ہم مین کسکا منھ ہے۔ کہ آپ حضرات کی تعریف کر سکے۔ حق تو یہہ ہے کہ آپ ایسے مقدس
و مقبول بندگان خاص کی مدح و ستایش مین جسقدر مبالغہ کیا جائے اوسکو مبالغہ
کہنا بیجا ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام کی مدح و تعریف عین عبادت ہے۔ جب ہمکو خود اپنی
ذات کی پہچان نہین ہے۔ تو پھر جو حق پہچاننیکا ہے وہ آپکی نسبت ہم سے کیونکر ادا
ہو سکے۔ چونکہ آپ لوگ حضرت رسول مقبولؐ کے صحابہ ہو۔ اور خود رسول مقبولؐ نے

آپ لوگون کو جنت کے استحقاق کی بشارتون سے بارہا مشرف فرمایا ہے اور بیشک حضرت مخبر صادق کا فرمانا حق ہے۔ تو پھر ہم گنہگار آپ کی کیا تعریف کرین۔ اور جو مراتب اعلےٰ آپکو عالم علیئین مین نصیب ہین اسکو بجز نظر بصیرت و دیدۂ عرفان و ایقان کے معمولی بصارت والے کیا جانین۔ خدائیعالی آپکے ارواح مقدسہ پر انوار رحمت کی بارش برسائے اور آپکے جاہ و حرمت کی برکات کے طفیل ہم غفلت شعارون کو بخشے۔ آمین ثم آمین۔ اللّٰہ اللہ عند ذکر اولیاء اللّٰہ تنزل الرحمتہ۔ آپ حضرات کے تذکرون سے ہماری ایمانی قوتین از سرنو تازہ ہو جاتی ہین۔ چونکہ آپ لوگ بہ حیات جاوید زندہ ہین اس لئے آپ کا تذکرہ پژمردہ دلون کو زندگی بخشتا ہے۔ ہرچند زمانہ صدہا سال آگے بڑھ گیا اور بڑھتا جاتا ہے مگر جب کتابین دیکھی جاتی ہین۔ تو آپ بدستور جیتے جاگتے کاغذی پیرہنون مین اپنے مشاغل مین مصروف ہنستے بولتے اور ہم سے ہماری فراموشیون اور ناشکرگزار غفلتون کا سخت گلہ کرتے ہوئے نظر آتے ہو بقول استاد میر غالب کے نقش فریادی ہے کس کی شوخی تحریر کا ٭ کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا ٭ آپکے حالات کے تصانیف پڑھنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے گویا آپ لوگ اپنے ہم قوم آیندہ آنے والی نسلون سے اپنے واقعات بیان کر رہے ہین اور ہونہار نوجوانون کو پند و نصایح سے سرفراز فرما رہے ہین اے بااقبال عالم بقا کے بادشاہو۔ اے عرش منزلت خاکسارو۔ ہماری غفلتون کی معذرت کو قبول کرو۔ ہم کو اپنے اُس عالم کی مسرتون سے خبردار فرماؤ کہ ہمارا اقوال و حال سے مبدل ہو جائے اور آپ کے بابرکت قدمون کو وجدانی طور پر دکھا دو کہ ہم آپکی قدمبوسی کا شرف حاصل کرین تاکہ ہم چشمون مین سر افتخار ہمارا ہمیشہ بلند رہے اور نصیبا ارجمند رہے۔ اے خدائے ارحم الرحمین کے پاک اور مقبول بندو ہمارا باادب سلام قبول کرو اور ہماری دارین کی سلامتی اور عفو و

عافیت کے لئے دعا فرماؤ۔ اللہم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علی اٰل محمد و اصحابہ و بارک وسلم بعدد کل معلوم لک

شکرگذاری مولف رسالہ ہذا۔

حضرت خالدؓ بن ولید المخزومی ملقب بہ سیف اللہؓ کے مختلف اور چیدہ چیدہ حالات کو متعدد کتب تواریخ سے جمع کرنے مین جسقدر مشقتین کہ مینے اوٹھائین اسکو یا تو خود میرا جی جانتا ہے یا وہ علمی دنیا کے فاضل و رنامی گرامی ارباب فن ادب اسکے واجبی داد دین گے جو خود بھی مصنف یا مولف ہین اور جنکو ایسے سوانحات کی کتابو کی تالیف کا اتفاق ہوا ہے۔ مین نے اس رسالہ کی تالیف مین بہت کم انگریزی تاریخون سے مدد لی ہے بلکہ زیادہ تر روضۃ الصفا۔ شرح واقدی۔ تحفۃ الاحباب۔ مغازی الصادقہ۔ فواید بدریہ۔ تاریخ اعثم کوفی اور سیرۃ الفاروق سے انتخاب کیا ہے اور ایک عجیب واقعہ دلگداز سے بھی نقل کیا ہے جو سب سے اخیر ہے۔ اس لئے میرا فرض انسانی ہے کہ مین ان سب فاضل مصنفین کا تہ دلسے شکریہ ادا کرون جنکی تصانیف سے مجکو مدد ملی ہے اور چونکہ کوئی کتاب زبان اردو مین خاص حالات صحابہ مین موجود نہین ہے بنظر بران اس مختصر کو قدردان پبلک کے روبرو ہدیتاً پیش کرتا ہون۔ اور آئیندہ امید کرتا ہون کہ وہ دولت رئیس اہل اسلام مشہور اور مستند کتب سوانحات صحابہؓ کو اردو مین ترجمہ کراکے شایع فرماینگے تو ان مسلمانون پر جو زبان عربی سے زیادہ واقف نہین ہین بڑا ہی احسان اور ازدیاد محبت بزرگان اسلام کا باعث ہوگا۔

خاتمۃ الطبع از مالک مطبع گلزار ابراہیم

صداقت جوہر ایمان ہے۔ اور شیوۂ امانت فطرۃ ہر مسلمان۔ لہذا مین تہ دل سے مخدوم فاضل لسان القوم۔ ملک الشعراے دکن جناب قادری سید شاہ ابراہیم قادری

مشہور ہیں مولانا عفو صاحب دام مجدہ مہتمم دفتر آبپاشی سررشتہ تعمیرات کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے باوصف مشاغل کثیر شبانہ روز کے محنت شاقہ سے اس کتاب کو صرف میری تحریک پر تالیف کیا اور اس سے نہ صرف مجکو بلکہ دنیاے اسلام کو ممنون فرمایا۔ اور داد تحقیق یون دی ہے کہ اکثر واقعات کو تا امکان بقید سنہ و تاریخ حوالہ قلم فرمایا ہے جسے ناظرین باریک بین تعجب کرتے ہین اسکے علاوہ جہان کہین جاہلانہ اعتراض وارد ہونیکا شائبہ گذرا تو وہین بہ طرز معقول آسان فہم جواب ادا کر دیا گیا۔ بہر حال جن حضرات مقدسین کے تذکرے درج ہذا ہین غالباً انھین کے برکات مولف مغفر کے شامل حال ہوے ہین کہ اس عجلت سے یہہ تالیف حسن انصرام پائی ہے چونکہ مولانا عفو صاحب کی شہرت خداداد۔ آپکی جامعیت و استعداد اور آپکی سحر بیانی وغیرہ اکناف عالم مین کالشمس فی النصف النہار ہے پس خاص میری مدح سرائی کی اس لیے نہ کوئی ضرورت نہ آپکو اسکی حاجت حق یہ ہے کہ ع خاموشی از ثناے تو حد ثناے تست

مادہ تاریخ ملاحظہ ہو۔ درین سرو دنوا سنجی بلبل دکن است

۱۳۱۴ھ

تقریظ نتیجہ کلک گہر سلک فاضل یگانہ محسود مشاہیر زمانہ فصیح بے بدل معنی بند ناقل و دل مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔ اے بہ ڈگری آف آنرز وغیرہ دام مجدہ اول مددگار معتمد عدالت و کوتوالی وغیرہ وغیرہ

مہیر امدت سے یہ خیال تھا کہ نامورانِ اسلام کے سوانح عمری اگر بطور داستانون کے لکھے جائین اور بجاے قصہ کہانیون کے اونھین کو بچون کو بطور سیر و تفریح کے پڑھایا جاے تو نہ صرف اونکی علمی معلومات مین ترقی ہوگی بلکہ جوش اسلامی و حب قومی کی بنیاد بھی استحکام کے ساتھہ بڑھ جائینگے۔ وہ کون ہے جو حضرت خالد بن ولید کی ذاتی شجاعت اور بے نظیر جنرل شپ سے واقف نہین ہے مسلمان تو

مسلمان دوسری قوموں تک نے تسلیم کیا ہے کہ دنیا نے اون سے بہتر جنرل بہت کم دیکھے ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ مولوی رشید ابراہیم صاحب عفو نے اونکی سوانح عمری کیطرف توجہ کی اور اون کے حیرت انگیز واقعات زندگی اور مشہور کارناموں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ مولوی رشید ابراہیم صاحب عفو ایک مشہور مصنف ہیں اور زبان اردو کے اچھے ماہر ہیں اور اس سئے اونکی یہ جدید تصنیف بھی قابل قدر ہے۔

عزیز مرزا

قطعۂ تاریخ چکیدہ کلک گہر سلک جناب شیخ وارث علی صاحب باشندہ شیخپور ضلع فرخ آباد متخلص بہ حیران دام محبتہٗ

جب لسان القوم حضرت عفو نے
مدح سیف اللہ خالد خوش ہوئی
مطبع گلزار ابراہیم میں
فکر میر مجہ کو ہوئی تاریخ کی۔

یہہ رسالہ نثر اردو میں لکھا
اسمیں یہ مضمون ہے سب عالی
شکر خالق کا کہ یہہ جب چھپ گیا
ملہم غیبی سے لے دی اسنے یوں ندا

لکہو حیران کر کے حذف فرق بسلام
بہتر اور عمدہ رسالہ ہے چھپا ۱۳

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع جناب منشی مولوی عبد الغنی صاحب المتخلص رافت

ان لسان القوم فاضل عفو فخر روزگار
چون نوشتہ سرگذشت رزم خالد بن ولید
مصرعہ تاریخ سال طبع گفتم رافتا ۱۵

ناظم دستار و دریا ادب جادو بیان
وصفش از گوید زبان عاجز بماند در دہان
یادگار اہل سیف رستم اسلامیان ۱۳

تمت

اطلاع

از جانب مصنف

مین نے جملہ حقوق تالیفی اس کتاب کے محمد ابراہیم
صاحب مالک مطبع گلزار ابراہیم کو ہبہ کردے ہین
جسکی اونھون نے رجسٹری بھی کرا دی ہے۔
پس اسکو کوئی صاحب بجنسہٖ یا بہ تغیر و تبدل
مطالب کے چھپوا نہین سکتے فقط

سید شاہ ابراہیم قادری